# یارتِ مصطفیٰ ﷺ کی

## ہش کیوں؟

محمد ساجد
ری عطاری

Authority of Hazrat Mohammad-Salallaho Alaihi Wasall

## تالیف ہذا کا اجمالی خاکہ

| |
|---|
| اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کل قرآنی آیات |
| اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کل واقعات |
| احادیث بخاری شریف وحوالہ جات کی تعداد |
| احادیث مسلم شریف وحوالہ جات کی تعداد |
| احادیث مشکوٰۃ شریف وحوالہ جات کی تعداد |
| احادیث ترمذی شریف وحوالہ جات کی تعداد |
| احادیث ابوداؤد شریف وحوالہ جات کی تعداد |
| احادیث ابن ماجہ شریف وحوالہ جات کی تعداد |
| احادیث مبارکہ کی کل تعداد |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الانتساب

یہ پہلی کاوش!

میرے نہایت ہی مشفق و مہربان والد محترم اور والدہ محترمہ کے نام
جن کی دلی دعائیں دورانِ تحریر ہمہ تن میرے ساتھ رہیں۔
اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم تمام بھائیوں اور بہنوں پر تادیر قائم و دائم فرمائے۔
﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾
آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

گر قبول افتد زہے عزوشرف

سگِ عطار۔ محمد ساجد القادری عطاری

الحمد لله الذی جعل نبیه شاهدا ومبشرا و نذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا وقاسما علی نعمائه الکثیرة ومختارا علی احکامه الشریعة والصلوٰة والسلام علی محمد ن الذی قال ما امرتکم به فخذوه وما نهیتکم عنه فانتهوا وعلی آله واصحابه الذین یقولون ان ما حرم رسول الله ﷺ مثل ما حرم الله تعالیٰ. اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم.

خالقِ کائنات نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو تمام فرشتوں نے سر سجدے میں رکھ دیئے لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ "جب میں نے تجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔" تو وہ بولا کہ "میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔" اس فضیلت پر دلیل دیتے ہوئے اس نے کہا کہ "تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے" یعنی اُس نے آگ کو مٹی پر فضیلت دیتے ہوئے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کہ افضل' مفضول کو سجدہ کیوں کرے۔ یہ نہ سوچا کہ حکم کس کا ہے امر کون ہے۔ بلکہ مامور بہ (جس کے بارے میں حکم دیا گیا۔ اس) میں عیب نکالنے لگا تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ ایک تو میرے حکم کو نہیں مان رہا اور دوسرا جو چیز میں نے اپنے دستِ قدرت سے تخلیق کی ہے اس میں عیب بھی نکال رہا ہے۔ اس کی بے ادبی اور گستاخی کر رہا ہے اس کو حقیر جان رہا ہے اور تکبر میں مبتلا ہو چکا ہے تو مالک جن و انس نے اس بات کا خیال نہ کیا کہ یہ تو معلم الملکوت ہے فرشتوں کا استاد ہے زمین کے چپے چپے پہ سجدہ کرتا رہا ہے میری اس نے بہت عبادت کی ہے تسبیح و تحمید و تقدیس بیان کرتا رہا ہے ..................

بلکہ اس کا یہ گستاخانہ کلام سن کر مالکِ یوم الدین کا قہر و غضب جوش میں آ گیا اور

اس سے فرمایا"فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ ۔(الحجر ۔34) یعنی"یہاں سے دفع
ہو جا کہ تو مردود ہو چکا ہے۔"

یہیں تک بس نہ کی بلکہ لفظ"اِنَّ" کی تاکید کے ساتھ مزید فرمایا۔"وَاِنَّ
عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔(صٓ۔78) اور بیشک تجھ پر قیامت کے دن تک میری
لعنت برستی رہے گی۔ لیکن اس نے توبہ کرنے کے بجائے اس دائمی لعنت کو قبول کرلیا۔اور
آگے سے کہنے لگا۔"مجھے تیرے عزت وجلال کی قسم میں ضرور اولاد آدم کو گمراہ کروں گا۔
سوائے نیک اور مخلص بندوں کے"تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا"میں بھی ضرور بالضرور
تجھ سے اور تیری اتباع کرنے والوں سے جہنم کو بھردوں۔"(صٓ۔82 تا 85)

**سبق:** اس قرآنی واقعہ سے معلوم ہوا کہ نبی کی بے ادبی و گستاخی کرنے والا گروہ کوئی
جدید پیداوار نہیں بلکہ اس گروہ کا وجود تو تخلیق آدم کے وقت سے ہے اور ہر زمانے میں اس
گروہ کے لوگ رہے ہیں۔ آج کل بھی اسی گروہ کے کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے نظر آرہے ہیں
کہ انبیاء اور اولیاء کسی نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں
ہوتا۔" "جس کا نام محمد وعلی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ نبی اور ولی کچھ نہیں کرسکتے۔"
(تقویۃ الایمان) اور بات یہاں تک آپہنچی کہ اپنے دعویٰ پر قرآن پاک سے دلیل بھی گھڑ
لی کہ"وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۔(فاطر۔13) اور
وہ (بت) جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا وہ گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ حالانکہ
یہ آیت مشرکین مکہ اور ان کے باطل معبودوں کے رد میں نازل ہوئی تھی۔ جیسا کہ
تفسیر جلالین۔ صاوی شریف۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری میں ہے۔ تو اب یہ حضرات کفار کے
حق میں نازل شدہ آیت مسلمانوں پر اور بتوں کی آیت انبیاء واولیاء پر چسپاں کرتے ہیں
جبکہ قرآن پاک میں واضح الفاظ میں ہے کہ"اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (کوثر ۔1) "ہم
نے تمہیں بہت ہی خیر بخشی ہے"تو اس طرح وہ مندرجہ ذیل آیات واحادیث کے مصداق

بنتے ہیں۔

آیت نمبر1: اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرة. 85)

ترجمہ: تو کیا تم خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔

آیت نمبر2: "يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا" (البقرة. 26)

ترجمہ اللہ تعالیٰ بہت سوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے

اور وہ ان احادیث کے مصداق قرار پاتے ہیں۔

حدیث نمبر1: "مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَاْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ"

ترجمہ: جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے کے ذریعے کی تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔" (ترمذی شریف۔ جلد 2 ص 123 ابواب۔ تفسیر القرآن)

حدیث نمبر 2: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(بخاری شریف۔ کتاب استتابۃ المعاندین جلد 2 ص 1024)

ترجمہ: اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ انہوں نے جو آیات کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں تھیں وہ مسلمانوں پر چسپاں (لاگو) کردیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس قدر فقیہان حرم بے توفیق

اور اس گروہ میں بعض ایسے زبان دراز بھی ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اختیارات عظمیٰ ماننے والوں کو مشرک اور جہنمی بھی قرار دینے سے گریز نہیں کرتے۔

(نعوذ باللہ مِنْ شَرِّهِمْ)

[illegible]

یہ تحریر اسی لئے کی گئی ہے کہ تا کہ عوام اہل سنت کو یہ معلوم ہو سکے کہ نبی کریم ﷺ کے لئے وسیع اختیارات ماننا شرک نہیں بلکہ عین اسلام اور ایمان ہے۔ اس کتاب میں اس بات کا خصوصی اہتمام کیا گیا کہ احادیث کے تمام حوالہ جات صحاح ستہ اور مشکوۃ شریف سے ہوں بالخصوص بخاری و مسلم سے کیونکہ مخالفین کی جانب سے آجکل یہ مطالبہ عام ہو گیا ہے حالانکہ یہ مطالبہ قواعد کی رو سے بالکل غلط ہے کیونکہ اعتبار راوی کا ہے نہ کہ کتاب کا۔ مگر پھر بھی ان حضرات کے مطالبہ کو "بر سبیل تسلیم" پیش نظر رکھا گیا ہے۔

اہل علم حضرات کی بارگاہ میں مؤدبانہ عرض ہے کہ اگر کتاب میں کسی قسم کی خطا پائیں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ آئندہ اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کو میرے لئے کفارۂ سیئات بنائے اور میرے گناہوں کے دفتر کو حسنات الابرار میں تبدیل فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

سگ عطار محمد ساجد القادری عطاری



# عقیدہ اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

"ہر شے کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ ہی ہے۔ اور اس نے اپنی خاص عطاء اور فضلِ عظیم سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کونین کا حاکم اور ساری خدائی کا والی اور مختار بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطاء کے بغیر کوئی مخلوق کسی بھی ذرہ کی مالک و مختار نہیں ہمارے پیارے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم اور نائبِ اکبر ہیں۔ اسی مفہوم کو "مختارِ کل" کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے"۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے اختیارات کے بارے میں قرآن پاک کیا کہتا ہے؟

آیت نمبر 1: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء - 65)

ترجمہ: اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ (کنز الایمان)

آیت نمبر 2: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔ (الاحزاب. 36)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو (یہ حق) پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول (کسی معاملہ میں) کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ (کنز الایمان)

تشریح: مذکورہ بالا دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ جو بھی حکم فرمادیں اس پر دل و جان سے عمل کیا جائے اور آپ کے حکم کے سامنے کسی مسلمان کو انکار کا اختیار حاصل نہیں رہتا۔

آیت نمبر3: وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ.

(الاعراف157)

ترجمہ: اور (وہ نبی ﷺ) ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (کنزالایمان)

تشریح: اس آیت سے یہ بات واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کسی چیز کے حلال اور حرام قرار دینے کا اختیار عطا فرمایا گیا ہے۔

آیت نمبر4: قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ ـ29)

ترجمہ: لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔ (کنزالایمان)

تشریح: اس آیت سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ''حرام قرار دینے'' کے اختیار کو نہ ماننا کفار کی صفت ہے۔ مسلمان کی نہیں۔

آیت نمبر5: وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔

(التوبہ۔ 74)

ترجمہ: اور انہیں (یعنی کفار و منافقین کو) کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں (یعنی مسلمانوں کو) اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (کنزالایمان)

آیت نمبر6: وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (التوبہ 59)

ترجمہ: اور کیا (ہی) اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور (اس کے) رسول نے ان کو دیا۔

آیت نمبر7: وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ۔

(الاحزاب۔37)

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اُس سے جسے اللہ نے نعمت دی

اور (اے نبی) ہم نے (بھی) اسے نعمت دی۔ (کنزالایمان)

تشریح: مذکورہ بالا تینوں آیات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی کرتا ہے۔ عطا فرماتا ہے اور انعام فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نبی ﷺ بھی "غنی کرنے والے"۔ "عطا فرمانے والے" اور "انعام فرمانے والے" ہیں یعنی آپ کو ان تمام امور پر اختیار دیا گیا ہے۔

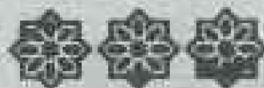
آیت نمبر 8: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

(الحشر ۔ 7)

ترجمہ: اور (جو) کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں (اس سے) باز رہو۔ (کنزالایمان)

تشریح: تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے جو کچھ چاہیں عطا فرمانے" اور "جس بات سے چاہیں منع فرمانے" کا اختیار ثابت ہے اور یہ "عطا فرمانا" اور "منع فرمانا"۔ اُن اوامر اور نواہی کے علاوہ کو بھی شامل ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہیں

مذکورہ بالا تمام گفتگو کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حیثیت صرف پیغام رساں کی سی نہیں ہے بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اذن سے شارعؑ مُحَلِّلْ، مُحَرِّمْ اور حَاکِمْ و مُطَاعْ بھی ہیں۔ (کما لایخفی علیک من ادنیٰ تامل)



# ارشادِ خداوندی ہے

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (المنافقون۔ 10-11)

ترجمہ: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے تم میں (سے) کسی کو موت آجائے پھر (مرنے والا) کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں نہ مہلت دی تا کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں (سے) ہوتا۔ اور ہر گز اللہ تعالیٰ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ (یعنی موت) آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنز الایمان)

مزید فرمانِ عالیشان ہے۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ ۔ (النساء۔ 78)

ترجمہ: تم جہاں کہیں (بھی) ہو موت تمہیں (وہیں) آلے گی اگرچہ (تم) مضبوط قلعوں میں (چھپے) ہو۔ (کنز الایمان)

تشریح: ان آیات سے معلوم ہوا کہ موت پر کسی کا زور نہیں۔ کوئی جہاں کہیں بھی چھپ جائے موت اس کو اسی مقام پر دبوچ لے گی اور جب موت کا وقت آجائے تو پھر لمحہ بھر بھی تقدیم و تاخیر ممکن نہیں۔

اب آپ ان آیات کو ذہن میں حاضر رکھیے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے عظیم الشان اختیارات کا مشاہدہ کیجئے۔

# سیدنا یعقوب علیہ السلام اور موت

فرمان باری تعالیٰ ہے۔ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ (البقرۃ۔133)

ترجمہ: جب یعقوب علیہ السلام کی بارگاہ میں موت حاضر ہوئی۔

تشریح: اہل علم حضرات سے (حضر) کا معنی پوشیدہ نہیں۔ یعنی یعقوب علیہ السلام کی بارگاہ میں موت حاضر ہوئی ایسا نہ ہوا کہ موت نے آکر آپ کو دبوچ لیا ہو "حضر" کا لفظ یعقوب علیہ السلام کی عظمت اور اختیارات پر دلالت کر رہا ہے۔

# حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملک الموت

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَ الْمَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام فَقَالَ لَہٗ اَجِبْ رَبَّکَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰی علیہ السلام عَیْنَ مَلَکِ الْمَوْتِ فَفَقَاَھَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَکُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّکَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَیْنِیْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ عَیْنَہٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیَاۃَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیَاۃَ فَضَعْ یَدَکَ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ یَدُکَ مِنْ شَعْرَۃٍ فَاِنَّکَ تَعِیْشُ بِھَا سَنَۃً قَالَ ثُمَّ مَہْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَمِتْنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاللّٰہِ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَہٗ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ۔ (مسلم شریف جلد 2 ص 267 کتاب الفضائل)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اپنے رب کے پاس چلئے (یعنی میں آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ مرقاۃ) راوی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو ایسا طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ نکال دی۔ ملک الموت علیہ السلام

اللہ تعالٰی کے پاس لوٹ گئے اور عرض کی اے باری تعالٰی تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیج دیا جو کہ موت کا ارادہ تو رکھتا ہی نہیں اور اس نے تو میری آنکھ بھی نکال دی پس اللہ تعالٰی نے ملک الموت علیہ السلام کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا کہ میرے بندے کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ کیا آپ زندگی کا ارادہ رکھتے ہیں؟ پس اگر آپ زندگی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیے۔ جتنے بال آپکے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے۔ اُتنے سال آپ کو مزید زندگی دے دی جائے گی حضرت موسٰی علیہ السلام نے کہا پھر کیا ہوگا۔ ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی پھر آخر کار آپ کو موت آئے گی تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے کہا پھر تو اب قریب ہے (یعنی آپ نے موت کو اسی وقت اختیار کر لیا۔ مرقاۃ) حضرت موسٰی علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے اللہ عزوجل بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلے کی مقدار پر میری روح قبض کرنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تم کو کثیب احمر (جگہ کا نام) کے پاس راستے کی ایک جانب میں موسٰی علیہ السلام کی قبر دکھاتا۔

تشریح: اس حدیث پاک سے بغیر غور و تفکر کے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ انبیاء کرام کو موت و حیاۃ میں اختیار ہوتا ہے اور یہ حضرات جس جگہ چاہیں اور جس وقت چاہیں ان کی روح مبارک قبض کی جاتی ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمتہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(بخاری شریف۔ کتاب الانبیاء جلد 1 ص 484)

امام بدرالدین عینی رحمتہ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ۔

"یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ موسٰی علیہ السلام کو جب موت کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے اپنے رب سے ملاقات کرنے کے شوق میں موت کو اختیار کر لیا جیسا کہ

ہمارے نبی ﷺ نے اختیار کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا۔ "الرفیق الاعلیٰ" (یعنی اے اللہ میں ملاء اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں)۔ (عمدۃ القاری۔ جلد 6 ص 203)

مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں فضیلت والی جگہوں اور نیک بندوں کی قبروں کے قرب میں دفن ہونے کی تمنا کرنے کا بیان ہے۔ (عمدۃ القاری۔ جلد 11 ص 141)

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف۔ کتاب الفتن ص 507)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ "مرقاۃ شرح مشکوۃ" میں اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو تھپڑ اس لئے مارا کیونکہ انہوں نے روح قبض کرنے کا اختیار موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیا تھا حالانکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے موت اور زندگی کا اختیار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں فضیلت والے اور مبارک مقامات کے قرب میں موت اور دفن ہونے کی تمنا کرنے کا بیان ہے۔

(مرقاۃ جلد 11 ص 21-20)

فائدہ: اسی طرح کی تمنا کرتے ہوئے سیدی مرشدی امیر اہلسنت امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ۔

اے کاش مدینے میں مجھے موت یوں آئے<br>
قدموں میں تیرے سر ہو میری روح چلی ہو

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں<br>
مدفن میرا محبوب کے قدموں میں بنا دے

# حبیبِ خدا ﷺ اور اختیارِ وصال ظاہری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ فَتَعَجَّبْنَا لِبُکَائِہٖ اَنْ یُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خُیِّرَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ الْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ ھُوَ اَعْلَمَنَا۔

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب۔ جلد 1 ص 516)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کو لے لے یا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (یہ سن کر) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو ہم کو ان کے رونے پر بڑا تعجب ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تو کسی عبد کی خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا ہے۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ) جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ تو رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے"۔

تشریح: اس حدیث پاک سے بدیہی طور پر یہ بات سمجھ آرہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

(مسلم شریف۔ کتاب الفضائل ص 272 جلد 2)۔

صاحب مشکوۃ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف (باب وفاۃ النبی) ص 546)

## ملک الموت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ

روایت ہے جعفر بن محمد سے وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ ایک قریشی ان کے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہ سناؤں آپ نے کہا ہاں تو وہ بولا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے عرض کی اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ خصوصیت سے آپ کی عزت افزائی فرمانے احترام بجالانے کے لئے رب تعالیٰ آپ سے اس کے متعلق پوچھتا ہے جو آپ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا اے جبرئیل میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں اور اپنے کو ملول پاتا ہوں پھر وہ آپ کی بارگاہ میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ سے یہی عرض کی تو آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا اور اسی طرح تیسرے دن بھی وہی جواب دیا اور اس مرتبہ ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے اسمعیل کہا جاتا ہے۔ وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جن میں سے ہر کوئی ایک ایک لاکھ پر سردار ہے۔ اس نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی پھر آپ سے اس کے متعلق پوچھا پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ موت کا فرشتہ ہے آپ سے اجازت مانگ رہا ہے۔ اس نے آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہ مانگی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے اجازت دے دو انہوں نے اسے اجازت دے دی۔ پھر اس نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی جان قبض کرلوں گا اور اگر آپ مجھے روح قبض کرنے کی اجازت نہیں دیں گے تو روح قبض نہیں کروں گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے عرض کیا جی ہاں مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں راوی کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل کی طرف دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اے

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے تو نبی کریم ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزرو چنانچہ انہوں نے آپ کی روح مبارکہ قبض کر لی۔ (بیہقی دلائل النبوۃ) (مشکوۃ باب وفاۃ النبی ص 549)

تشریح: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ "اللہ تعالیٰ نے مرض وفات میں آپ کے سوا کسی کی مزاج پرسی نہیں کی۔ یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے۔ حضرت جبرئیل اور اسمٰعیل دونوں فرشتے پہلے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے تھے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام (یعنی ملک الموت) نے بعد میں آنے کی اجازت مانگی اور یہ بھی خیال رہے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے تمام نبیوں کی جان ان کی اجازت سے قبض فرمائی مگر کسی نبی سے ان کے گھر میں آنے کی اجازت نہ مانگی۔ یہ حاضری کی اجازت مانگنا آپ کے ساتھ خاص ہے رب فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ (الاحزاب۔ 53) (یعنی اے ایمان والو! نبی علیہ السلام کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہو) اس آیت کے حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں اور حضرت ملک الموت کی پہلی اجازت دولت خانے میں حاضری کی تھی اور دوسری "اجازتِ طلبی" "قبضِ روح" کی تھی یہ اجازت سارے نبیوں سے لی جاتی ہے۔" (مراۃ المناجیح جلد 8 ص 278)

تو اس تشریح کے بعد اس حدیث میں اور حدیث موسیٰ علیہ السلام میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔



# حالت نماز اور اجابت رسول ﷺ

مسئلہ: کلام مفسد نماز ہے عمداً ہو یا خطاءً سوتے میں ہو یا بیداری میں اپنی خوشی سے کلام کیا یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا یا اس کو معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے یعنی ہر صورت میں کلام مفسد نماز ہے۔ (رد المحتار جلد 1 ص 453)

لیکن اگر حالت نماز میں رسول اللہ ﷺ کسی کو پکار لیں تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی پکار پر لبیک کہتا ہوا حاضر ہو جائے ایک لمحہ کی بھی تاخیر قابل قبول نہیں الغرض کسی کی پکار پر جواب نہ دینا واجب ہے جبکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر جواب دینا واجب ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے وسیع اختیارات میں سے ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلَمْ اُجِبْهُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ (یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔ (بخاری شریف۔ کتاب التفسیر جلد 2 ص 683)

ترجمہ: حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد (نبوی) میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا تو میں حاضر نہ ہوا (نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہوا) تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا "کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا؟ کہ (اے ایمان والو) جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ (انفال۔ 24)

اس حدیث کو صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف باب فضائل القرآن ص 184)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں نقل فرماتے ہیں "امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی پکار کا جواب دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی جس طرح کہ آپ کو مخاطب کر کے "السلام علیک ایھا النبی" کہنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی نقل فرماتے ہیں کہ اس اجابت سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ نماز پڑھنا بھی تو اجابت ہے اور حدیث کے ظاہر سے بھی یہی بات ثابت ہو رہی ہے۔" (مرقاۃ۔ جلد 4 ص 340)

امام اصیلی اور ابن عساکر کے نزدیک بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔

(حاشیہ بخاری جلد 2 ص 669)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس بارے میں ایک حدیث پاک نقل فرمائی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ کا گزر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو آپ نے ان کو پکارا اور فرمایا "اے ابی" حالانکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے التفات تو کیا لیکن آپ کو جواب نہ دیا مگر نماز میں تخفیف کی اور فوراً رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی "السلام علیک یا رسول اللہ" تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا "وعلیک السلام" اور فرمایا جب میں نے تجھے بلایا تو کس چیز نے تمہیں جواب دینے سے روکے رکھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہا تھا تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن میں یہ نہیں پایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس آیت کی وحی کی ہے۔ "اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ" "اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب تمہیں رسول اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے (انفال۔24) تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی جی ہاں میں نے اسے قرآن میں پایا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ (یعنی آئندہ آپ نے بلایا تو فوراً حاضر ہو جاؤں گا)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(ترمذی شریف۔ ابواب فضائل القرآن جلد 2 ص 115)

وضاحت: ان دونوں روایات سے پتہ چلا کہ اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کی پکار پر فوراً ہی حاضر ہو جانا ضروری ہے۔ اتنی مہلت بھی نہیں کہ نمازی نماز پوری کرلے۔ اگر اتنی مہلت ہوتی تو ابو سعید خدری اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی باز پرس نہ ہوتی۔ حالانکہ وہ نماز کے بعد فوراً ہی حاضر ہو گئے تھے۔

بڑی حیرت ہے ان لوگوں پر جو "صراط مستقیم" نامی اس کتاب پر ایمان لانے کے باوجود مسلمان کہلاتے ہیں جس میں یہ درج ہے کہ "نماز میں جناب رسالت مآب کا خیال لانا بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔" (صفحہ۔86) معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ! کاش یہ لوگ ان نورانی احادیث کو ایمانی نگاہوں سے دیکھتے تا کہ ان کی آنکھیں کھل جاتیں اور انہیں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں کچھ خبر ہوتی۔

اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

**فائدہ:** مذکورہ بالا حدیث پاک میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے یہ وہ عظیم المرتبت صحابی ہیں کہ جن کے متعلق امام مسلم رحمتہ اللہ ایک حدیث مبارکہ یوں روایت کرتے ہیں کہ "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن مجید پڑھوں انہوں نے عرض کی "کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نام ذکر کیا تھا؟" آپ نے فرمایا! ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام ذکر کیا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(مسلم شریف۔ کتاب فضائل القرآن جلد 1 ص 269)

## کفارہ روزہ اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

مسئلہ: اگر کوئی شخص رمضان کا روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو ایک رقبہ (غلام یا لونڈی) آزاد کرے اور اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ روزے مسلسل رکھے اس

طرح کہ ایک دن کا بھی وقفہ نہ ہو اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلائے۔ (بہار شریعت۔ ہدایہ وغیرہ)

لیکن سرکار دو جہاں ﷺ کے قربان جایئے کہ آپ نے ایک شخص کو اس کفارہ سے رخصت عطا فرمادی۔ چنانچہ امام بخاری روایت کرتے ہیں۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلَکْتُ قَالَ مَالَکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی اِمْرَاَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ "لَا" فَمَکَثَ النَّبِیُّ ﷺ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِکْتَلُ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْهَا وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَکَ۔

(بخاری شریف کتاب الصوم۔ جلد 1 ص 259)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا اس نے عرض کی میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تو غلام رکھتا ہے جسے تو آزاد کر سکے؟ اس نے کہا ”نہیں“ آپ نے فرمایا کیا تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے اس نے کہا ”نہیں“ آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے اس نے کہا نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے رہے۔ ہم وہیں پر تھے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک کھجوروں کا ٹوکرا پیش کیا گیا۔ (اَلْعَرَقُ سے مراد مِکْتَلْ یعنی ٹوکرا ہے) آپ نے ارشاد فرمایا سائل کہاں ہے اس نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں آپ نے

فرمایا یہ ٹوکرا پکڑو اور اسے صدقہ کر دو۔ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے (اس پر صدقہ کروں؟) اللہ کی قسم! مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی شخص ایسا نہیں جو میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج ہو (اس کی گفتگو سن کر) نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے تو پھر آپ نے اس سے فرمایا جا یہ کھجوریں اپنے اہل و عیال کو کھلا"۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اس پر مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "سرکار ﷺ کی یہ رخصت دینا اس شخص کے ساتھ خاص ہے جبکہ اگر کوئی شخص فی زمانہ روزہ توڑے گا تو اس کے لئے کفارہ ادا کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ (ابو داؤد شریف۔ کتاب الصیام جلد 1 ص 332)

تشریح: حدیث پاک اس بارے میں واضح ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اس اعرابی پر سے کفارہ کو بالکل ساقط کر دیا کیونکہ آپ نے اس سے یہ نہیں فرمایا کہ جب کبھی زندگی میں موقعہ ملے کفارہ ادا کر لینا۔ بلکہ ایک روایت میں اس طرح کے لفظ بھی موجود ہیں "کُلْہُ اَنْتَ وَاَھْلُ بَیْتِکَ وَصُمْ یَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ" یعنی یہ کھجوریں تو خود کھا اپنے اہل و عیال کو کھلا اور صرف ایک روزہ رکھ لے (بطور قضاء) اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی طلب کر۔ (ابو داؤد شریف جلد 1 ص 332 کتاب الصیام)

تو معلوم ہوا کہ کسی سے کفارہ ساقط کر دینا یہ صرف آپ ﷺ ہی کا اختیار ہے۔

## نصابِ گواہی اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ" (البقرۃ۔ 282)

ترجمہ: اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنا لو)۔ (کنز الایمان)

مزید ایک مقام پر اس طرح ہے۔ "وَاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ"

ترجمہ: اور اپنے میں سے دو ثقہ (یعنی عادل) کو گواہ کرلو۔ (الطلاق۔2)

تشریح: ان آیات سے معلوم ہوا کہ گواہی کا نصاب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ چونکہ مالک شریعت ہیں اس لئے آپ نے صرف خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

چنانچہ امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "خُزَیْمَۃُ الْاَنْصَارِیُّ الَّذِیْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَھَادَتَہٗ شَھَادَۃَ رَجُلَیْنِ"

(بخاری شریف۔ کتاب الجہاد جلد 1 ص 394)

ترجمہ: "خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا ہے"۔

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک کی گواہی کو دو کے برابر قرار دے دینا خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے (یعنی اب کسی اور کو یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا) (عمدۃ القاری جلد 10 ص 113)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں اپنی سند کے ساتھ پورا واقعہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور اس سے فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ میں تمہیں ابھی گھوڑے کی قیمت ادا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کے تیز چلنے کی وجہ سے وہ اعرابی پیچھے رہ گیا اور اس کو کچھ لوگ ملے اور اس سے اسی گھوڑے کا سودا طے کرنے لگے (ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے سابقہ داموں سے بڑھ کر دام لگائے) انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس سے سودا طے کر چکے ہیں پس اس اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو ندا دی کہ اگر آپ نے گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں اس کو بیچنے لگا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اس کی آواز سن کر رک گئے اور فرمایا کہ کیا تو مجھے یہ بیچ نہیں چکا ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ کو نہیں بیچا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تو

مجھے یہ بیچ چکا ہے۔ اعرابی نے آپ سے کہا "هَلُمَّ شَهِيْدًا" "یعنی آپ اپنا گواہ لے کر آئیں" تو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اُس اعرابی سے کہا "اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ" "میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ان سے سودا کر چکا ہے"۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی گواہی سنی تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے خزیمہ تو کیسے گواہی دے سکتا ہے (یعنی تو تو وہاں موجود ہی نہ تھا) تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی تصدیق کرنے کے سبب میں گواہی دے رہا ہوں (ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ جب میں نے آپ کی بتائی ہوئی آسمانی خبروں پر تصدیق کی ہے تو میں اس بات پر کیوں نہ تصدیق کروں جس کو آپ کہہ رہے ہیں) رسول اللہ ﷺ ان کا جواب سن کر بہت خوش ہوئے "فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ" "پس پھر نبی کریم ﷺ نے خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دے دیا۔

(ابوداؤد شریف۔ کتاب القضا، جلد 2 ص 152)

## موزوں پر مسح اور اختیاراتِ مصطفٰی ﷺ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (المائدہ۔ 6)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھولو اور کہنیوں تک ہاتھ (دھولو) اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں (یعنی ٹخنوں) تک پاؤں دھولو۔ (کنز الایمان)

تشریح: اس آیت مبارکہ میں پاؤں کو دھونا فرض بتایا گیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے پیروں کو دھونے کی جگہ موزوں پر مسح کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاَدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (بخاری شریف۔ کتاب الوضو۔ جلد 1 ص 33)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا مشکیزہ لے کر آپ کے پیچھے گئے اور آپ کو پانی پیش کیا جب آپ قضاء حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

**فائدہ:** اسی حدیث مبارکہ کے تحت احناف موزوں پر مسح کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

## کیا مدتِ مسح میں اضافہ ممکن تھا؟

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

"عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ وَلِلْمُقِيْمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ۔ مزید لکھتے ہیں لَوِ اسْتَزَدْنَا لَزَادَنَا۔

(ابوداؤد شریف باب التوقیت فی المسح جلد 1 ص 23)

ترجمہ: خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرنا مسافر کے لئے تین دن اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات تک جائز ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ صحابہ کرام کہتے ہیں اگر ہم اس مدت میں رسول اللہ ﷺ سے زیادتی طلب کرتے تو آپ اس میں ضرور زیادتی فرما دیتے۔"

**تشریح:** اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ چاہیں تو مدت مسح میں اضافہ بھی فرما سکتے ہیں۔ یعنی آپ کو مدت مسح میں اضافہ کرنے کا اختیار حاصل تھا۔

# صلوا کما رایتمونی اصلی

اللہ تعالیٰ نے مطلقاً قرآن پاک میں نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔
جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے وَاَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ ترجمہ اور نماز قائم کرو۔ لیکن نماز پڑھنے کا طریقہ بیان نہیں کیا کہ نماز کو کس طرح ادا کیا جائے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ادا کرنے کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔

جیسا کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ" ترجمہ نماز پڑھو جیسے کہ تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو
(بخاری شریف کتاب الاذان جلد 1 ص 88)

تو معلوم ہوا کہ اب رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے کے ساتھ کسی کو نماز پڑھنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی نماز مقبول ہے۔ جو محبوب دو عالم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پڑھی گئی ہو۔

## نمازِ تراویح اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔ صبح لوگوں نے آپس میں اس واقعہ کا ذکر کیا اور پہلی بار سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ دوسری رات رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر لوگوں نے صبح اس واقعہ کا تذکرہ کیا تیسری رات مسجد میں بہت لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور چوتھی رات کو اس قدر کثرت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے، لوگوں نے "صلوٰۃ! صلوٰۃ!" پکارنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نہیں آئے حتیٰ کہ صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے جب صبح کی نماز ہو گئی

تو آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، کلمہ شہادت پڑھا اور اس کے بعد فرمایا گذشتہ رات تمہارا حال مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض نہ کر دی جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز آ جاؤ۔

(مسلم شریف کتاب صلوٰۃ المسافرین جلد 1 ص 259)

اس حدیثِ پاک کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(بخاری شریف کتاب الصوم جلد 1 ص 269)

**وضاحت:** اس حدیثِ پاک سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ چاہتے تو امت پر تراویح فرض کر دی جاتی۔ آپ ﷺ ایک دو دن مزید اس نماز کو اختیار کر لیتے تو ممکن تھا کہ امت پر اس تراویح کی نماز کا پڑھنا فرض ہو جاتا۔

**فائدہ:** اگر اس حدیثِ پاک میں بنظرِ عمیق دیکھا جائے تو یہ بات معلوم ہوگی کہ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ کہنا کہ "اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز آ جاؤ"۔ حقیقۃً یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہ تھا بلکہ یہ "خِطَابُ الْخَاصِّ وَالْمُرَادُ بِهٖ غَیْرُہٗ" کے قبیلے سے تھا۔ یعنی اس خطاب کے مخاطب بظاہر تو صحابہ کرام تھے لیکن یہ خطاب اصل میں ہم نکموں اور غفلت میں مبتلا لوگوں کے لئے تھا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اللہ ﷺ کی اداؤں پر مرمٹنے والے تھے۔ اور اگر رسول اللہ ﷺ چوتھی رات بھی نماز پڑھا دیتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلی آرزو پوری ہو جاتی اور وہ اس نماز کو کبھی بھی ترک نہ کرتے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے بعد میں آنے والوں کی رعایت کی اور "عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ یعنی کہ تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے" کی صفتِ کریمانہ کا اظہار فرمایا۔

## فرضیتِ مسواک، تاخیرِ عشاء اور اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے کسی نماز کے لئے مسواک کا حکم نہیں فرمایا لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تشریعی اختیارات عطا فرما رکھے ہیں۔ اور اگر آپ چاہتے تو مسواک کو ہر نماز کے لئے فرض قرار دے دیتے۔

جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

"عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ"

(بخاری شریف جلد 1 ص 122) (مسلم شریف جلد 1 ص 128)

ترجمہ: اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

اسی طرح اگر آپ چاہتے تو عشاء کی نماز کو تہائی رات تک موخر فرمادیتے۔

جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں

"عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ ِ الْجُهَنِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ"

(ترمذی شریف باب ماجاء فی السواک جلد 1 ص 393)

ترجمہ: اگر میں اپنی امت پر شاق نہ دیکھتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا (یعنی فرض کر دیتا) اور عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک موخر کر دیتا۔

اور اسی طرح امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں

"عَنْ اَبِی سَعِیْدِ ِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسَقَمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ"

(ابوداود شریف جلد 1 ص 61)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر مجھے کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز (یعنی نماز عشاء) کو نصف رات تک موخر کر دیتا۔



# فرضیتِ نماز

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ دن بھر میں پانچ نمازیں پڑھنا فرض ہیں اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور ایک بار بھی قصداً ترک کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب اور مستحقِ عذاب نار ہے۔ جیسا کہ حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں اس نے پوچھا کیا ان پانچ نمازوں کے علاوہ کوئی اور نماز بھی فرض ہے؟ تو آپ نے فرمایا ''نہیں''۔

(مسلم شریف۔ کتاب الایمان جلد 1 ص 30)

اب آیئے رسول اللہ ﷺ کے اختیارات کا مشاہدہ کیجئے۔

## رسول اللہ ﷺ نے تین نمازیں معاف فرمادیں

﴿حدیث نمبر 1﴾: امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَضَالَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فِيْمَا عَلَّمَنِيْ وَحَافِظْ عَلَى الصَّلٰوتِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ هٰذِهٖ سَاعَاتٌ لِيْ فِيْهَا اَشْغَالٌ فَمُرْنِيْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُهٗ اَجْزَءَ عَنِّيْ فَقَالَ حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُّغَتِنَا فَقُلْتُ وَمَا الْعَصْرَانِ فَقَالَ صَلٰوةٌ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوةٌ قَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ (ابوداود شریف۔ کتاب الصلوٰۃ جلد 1 ص 67)

عبداللہ بن فضالہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو جو تعلیم فرمائی تو اس میں یہ تعلیم بھی دی کہ پانچ نمازوں کی حفاظت کرو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان اوقات میں تو مجھے بہت سے کام

ہوتے ہیں میں بہت مشغول ہوتا ہوں پس میں نے کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسا جامع حکم دے دیں کہ میں جب اسے کروں تو بس وہی مجھے کافی ہو جائے تو آپ نے فرمایا اچھا چل تو ''عصرین'' کی حفاظت کرلیا کر ہماری زبان میں عصرین کا لفظ نہ تھا پس میں نے پوچھا کہ عصرین کیا ہے تو فرمایا کہ یہ دو نمازیں ہیں جن میں سے ایک نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے کی اور دوسری نماز سورج غروب ہونے سے پہلے کی ہے۔ یعنی (نماز فجر اور عصر)

نماز کی طرح زکوۃ دینا اور جہاد کرنا بھی اسلام کے اہم ارکان میں سے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ''

(مسلم شریف۔ کتاب الایمان جلد 1 ص 37)

ترجمہ: بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفے ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔

## زکوۃ اور جہاد کے ترک کرنے کی شرط پر قبول اسلام

﴿حدیث نمبر 2﴾: چونکہ رسول اللہ ﷺ مالک شریعت ہیں اسی لئے آپ نے ایک قافلے والوں کا اسلام لانا اس شرط پر قبول کرلیا کہ وہ جہاد نہیں کریں گے اور نہ ہی زکوۃ دیں گے۔ جیسا کہ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ ''عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ وَفْدَ ثَقِیْفٍ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِیَكُوْنَ اَرَقَّ لِقُلُوْبِهِمْ فَاشْتَرَطُوْا عَلَیْهِ اَنْ لَّا یُحْشَرُوْا وَلَا یُعْشَرُوْا وَلَا یُجَبُّوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَكُمْ اَنْ لَّا تُحْشَرُوْا وَلَا تُعْشَرُوْا وَلَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَیْسَ فِیْهِ رُكُوْعٌ۔ (ابوداؤد شریف۔ کتاب الخراج جلد 2 ص 72)

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ

ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تا کہ ان کے دل نرم ہوں انہوں نے اسلام لانے کے لئے یہ شرط رکھی کہ وہ جہاد میں شامل نہیں ہوں زکوۃ ادا نہیں کریں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے تو آپ نے فرمایا جہاد میں شریک نہ ہونے اور زکوۃ نہ دینے کی تمہیں رخصت ہے لیکن اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ یعنی نماز معاف نہ فرمائی۔

تشریح: مذکورہ بالا احادیث نمبر (1 اور 2) اس بارے میں آفتاب سے زیادہ روشن ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دنیا میں مکمل اختیارات کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ جس کے لئے جو چاہیں رخصت عطا فرمائیں۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ اگر فی زمانہ کوئی کافر مسلمان ہونا چاہے اور وہ یہ شرط رکھے کہ نماز نہیں پڑھوں گا جہاد فرض ہونے کے باوجود جہاد نہیں کروں گا یا مالکِ نصاب ہونے کے باوجود زکوۃ ادا نہیں کروں گا تو کسی بڑے سے بڑے قاضیِ اسلام یا خلیفہ وقت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اس سے ارکان اسلام کو ساقط کر دے۔ یہ تو صرف زمانہ نبوی ﷺ میں ممکن تھا کہ حضور ﷺ جس شخص کو چاہیں کسی حکم شرعی سے مستثنیٰ فرما دیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر اور شارع اسلام ہیں۔ حلال و حرام کے سب اختیارات آپ کے پاس ہیں۔

## دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نمازیں ایک وقت مقررہ میں فرض کی ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

"اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء۔103)

ترجمہ: "بیشک نماز مسلمانوں پر اپنے اپنے وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے" اسی طرح حدیث پاک میں بھی ہے امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیند میں قصور اور کوتاہی نہیں ہے قصور یہ

ہے کہ کوئی شخص دوسری نماز کا وقت آنے تک پہلی نماز نہ پڑھے۔

(مسلم شریف۔ کتاب المساجد۔ جلد 1 ص 239)

لیکن رسول اللہ ﷺ نے حج کے ایام میں میدان عرفات میں عصر کو ظہر کے وقت میں اور مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنا جائز قرار دیا ہے اور اس مسئلے میں ائمہ کا اتفاق ہے۔

﴿حدیث نمبر 3﴾: چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں "عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَمَعَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَۃِ۔ (بخاری شریف۔ کتاب المناسک جلد 1 ص 227)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو (وقتِ عشاء میں) جمع کر کے پڑھا۔

تشریح: احناف کے نزدیک سوائے حج کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا حرام ہے کیونکہ سرکار ﷺ نے رخصت صرف عرفات اور مزدلفہ میں دی ہے۔

## تکرارِ حج اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا"۔(ال عمران.97)

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو اس تک چل سکے (کنزالایمان)

تشریح: اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت کا بیان کیا ہے اور اس آیت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حج عمر میں صرف ایک بار ہی فرض ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تکرارِ حج کا حکم نہیں دیا۔ لیکن آیئے اب رسول اکرم ﷺ کی عظمت و شان ملاحظہ کیجئے۔

﴿حدیث نمبر 4﴾: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَھَا ثَلٰثًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْقُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ۔ (مسلم شریف۔ جلد 1 ص 432 کتاب الحج)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے پس حج ادا کرو۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ اُس نے تین بار یہی عرض کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے (کچھ تاخیر کے بعد) فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے۔

تشریح: اللہ اکبر! کیا شان ہے سرکار دو عالم ﷺ کی کہ فرما رہے ہیں اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا کیونکہ حضور ﷺ کا حکم امر اللہ ہی ہے۔ لیکن آپ نے امت پر شفقت کرتے ہوئے رخصت عنایت فرما دی۔

صاحب مشکوۃ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف کتاب المناسک ص 220)۔

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ احکام آپ کی طرف بھی سونپے گئے ہیں وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔" (النجم 3-4)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ (مرقاۃ جلد 5 ص 264)

## قربانی کا جانور اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

مسئلہ: احناف کے نزدیک قربانی کے جانور میں سے اگر بکری۔ بکرا ایک سال سے کم عمر کے ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ (بہار شریعت۔ وغیرہ) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کیلئے ایک سال سے کم عمر بکری کا بچہ ذبح کرنیکی اجازت دے دی۔

چنانچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 5﴾: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَبَحَ اَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَبْدِلْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عِنْدِيْ اِلَّا جَذَعَةٌ وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔ (مسلم شریف کتاب الاضاحی جلد 2 ص 154)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس کے بدلہ میں دوسری قربانی کرو تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک سال سے کم بکری کا بچہ ہے جو کہ ایک سال کی بکری سے بہتر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسکی جگہ اسکو ذبح کر دو اور تمہارے بعد یہ کسی اور کیلئے کافی نہیں ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(بخاری شریف۔ کتاب الاضاحی۔ جلد 2 ص 834)

تشریح: امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "یہ ان صحابی کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کیونکہ قربانی میں بکرے کا ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی گواہی دو کے برابر ہے اور اس کی کثیر مثالیں اور بھی ہیں۔ (عمدۃ القاری جلد 5 ص 167)

## رخصت کذب اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے۔ "وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔"

ترجمہ: اور جھوٹی بات کہنے سے بچو۔ (الحج۔ 30)

وضاحت: اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر جھوٹ سے بچنے کا حکم دیا ہے کسی قسم کا استثناء نہیں فرمایا۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بھاگ دوڑ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دی ہے اس لئے آپ نے تین مقام پر کذب کی اجازت دی ہے۔ جیسا

کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 6﴾: عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحِلُّ الْكِذْبُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَءَتَهٗ يُرْضِيْهَا وَالْكِذْبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكِذْبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ۔''

(جامع ترمذی جلد 2 ص 287﴾

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تین صورتوں کے سوا جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ (1) کوئی شخص اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے۔ (2) جنگ میں جھوٹ بولنا۔ (3) لوگوں میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا۔

**وضاحت:** کذب بالا جماع حرام ہے لیکن مذکورہ تینوں مقام پر جائز ہے۔ اسی لئے بعض صحابہ کرام نے اس رخصت سے مکمل فائدہ اٹھاتے ہوئے کفار کے قتل کرنے میں کذب سے مدد لی جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے۔ چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اس کو پسند کریں گے کہ میں اس کو قتل کردوں؟ آپ نے فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا پھر مجھے کچھ تعریضاً کہنے کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہہ لینا پس وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور اس سے باتیں کیں اور اپنا اور حضور ﷺ کا فرضی معاملہ بیان کیا اور کہا کہ یہ شخص ہم سے صدقات لیتا ہے اور ہم کو اس نے مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ جب کعب نے یہ سنا تو کہا خدا کی قسم ابھی تو تم کو اور مصیبت پڑے گی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اس کی اتباع کر چکے ہیں اب ہمیں اس کو چھوڑنا برا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت محمد بن

مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے قرض دو کعب نے کہا تم میرے پاس کیا چیز رہن رکھو گے؟ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو تم چاہو کعب بن اشرف نے کہا تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھ دو حضرت ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم عرب کے حسین ترین شخص ہو ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کیسے گروی رکھ سکتے ہیں کعب نے کہا پھر اپنے بچے گروی رکھ دو' حضرت ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ہمارے بچوں کو یہ گالی دی جائے گی کہ یہ دو وسق (یعنی 480 کلوگرام) کھجور کے عوض گروی رکھا گیا تھا البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس گروی رکھ دیں گے۔ کعب نے کہا اچھا حضرت ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے وعدہ کیا کہ حارث' ابوعبس بن جبر۔ اور عباد بن بشر کو لے کر تمہارے پاس آؤں گا سو یہ لوگ اس کے پاس رات کے وقت گئے اور اسے بلایا......

ادھر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ جب کعب آئے تو میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا جب میں اس پر قابو پا لوں تو تم اس پر حملہ کر دینا جب کعب آیا تو وہ سر کو چادر سے چھپائے ہوئے تھا۔ ان لوگوں نے کہا تم سے تو خوشبو کی مہک آ رہی ہے اس نے کہا ہاں میرے ہاں فلاں عورت ہے جو عرب کی سب سے معطر عورت ہے حضرت ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھے یہ خوشبو سونگھنے کی اجازت دیں گے؟ کعب نے کہا ہاں سونگھ لو حضرت ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر سونگھا پھر کہا کیا آپ مجھے دوبارہ سر سونگھنے کی اجازت دیں گے؟ یہ کہتے ہی انہوں نے اس کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا اور ساتھیوں سے کہا حملہ کر دو اور انہوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ (مسلم شریف۔ کتاب الجہاد والسیر ۔جلد 2 ص 110)

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(بخاری شریف کتاب الجہاد جلد 1 ص 425)

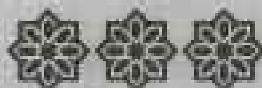
# نوحہ کی اجازت اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

نوحہ کرنا سخت منع ہے اور رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت خاص طور پر نوحہ نہ کرنے کی بھی بیعت لیتے تھے لیکن آپ نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو ایک قبیلہ پر نوحہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جیسا کہ امام مسلم رحمتہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ۔

﴿حدیث نمبر 7﴾: عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِہِ الْاٰیَةُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا (اِلٰی) وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ قَالَتْ کَانَ مِنْهُ النِّیَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ فَاِنَّهُمْ کَانُوْا اَسْعَدُوْنِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَا بُدَّلِیْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ۔ (مسلم شریف کتاب الجنائز۔ جلد 1 ص 304)

ترجمہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "عورتیں آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے (الی قولہ) اور نہ کسی کام میں نافرمانی کریں گی۔" ان باتوں میں نوحہ (کی ممانعت) بھی تھی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کبھی نوحہ نہیں کروں گی مگر فلاں کے قبیلہ پر (نوحہ کروں گی) نوحہ کرنے کی اجازت دے دیجئے) کیونکہ وہ میرے نوحہ میں شریک ہوا کرتی تھیں تو مجھ پر بھی ان کے نوحہ میں شریک ہونا ضروری ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس قبیلہ کے (باقی میں نوحہ کی اجازت نہیں)



# بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

﴿حدیث نمبر 1﴾: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ۔

(بخاری شریف۔ کتاب العلم جلد 1 ص 16)

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عطا فرماتا ہے۔

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف۔ کتاب العلم ص 32)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "ظاہر ترین یہ ہے کہ اس بات سے کوئی مانع نہیں ہے کہ آپ ﷺ مال اور علم دونوں ہی تقسیم فرماتے ہیں"۔ (مرقاۃ جلد 1 ص 267)

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اسکا ہے کھلاتے یہ ہیں

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ہر چیز کی تقسیم کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

Authority of Hazrat Mohammad-Salallaho Alaihi Wasallam

# وہ کبھی ''لا'' فرماتے ہی نہیں

﴿حدیث نمبر 2﴾: امام مسلم روایت کرتے ہیں

''عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ ''لَا''۔ (مسلم شریف۔ کتاب الفضائل جلد 2 ص 253)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے ''نہیں'' فرمایا ہو۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(بخاری شریف۔ کتاب الاداب جلد 2 ص 891)

مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی عکاسی کیا خوب الفاظ میں فرماتے ہیں کہ۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

﴿حدیث نمبر 3﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

''عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم لَيُعْطِيْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ فَقَالَ اَنَسٌ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يُسْلِمُ حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

(مسلم شریف۔ کتاب الفضائل جلد 2 ص 253)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں آپ نے اُس کو وہ بکریاں عطا کر دیں پھر وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم! اسلام لے آؤ کیونکہ خدا کی قسم! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خدشہ نہیں رہتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی

صرف دنیا کی وجہ سے مسلمان ہوتا تھا پھر اسلام لانے کے بعد اس کو اسلام دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔"

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی

دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حافظہ مانگ لیا

﴿حدیث نمبر 4﴾: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ سَمِعْتُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا فَاَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِیَدِهٖ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهٗ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِیْتُ حَدِیْثًا بَعْدُ۔

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب جلد 1 ص 514)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں پھر انہیں بھول جاتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا "اپنی چادر پھیلاؤ" میں نے اپنی چادر پھیلا دی آپ نے دونوں ہاتھوں سے چلو بنا کر چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا اسے اپنے اوپر لپیٹ لو میں نے چادر کو لپیٹ لیا اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے

(مسلم شریف۔ کتاب الفضائل۔ جلد 2 ص 301)

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف۔ باب المعجزات۔ ص 535)

تشریح: اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مانگنے والوں کو قوت حافظہ دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔

مانگیں کے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
بھر کے جھولی میری میرے سرکار ﷺ نے
مسکرا کر کہا اور کیا چاہیے

## حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جنت میں رفاقت مانگ لی۔

﴿حدیث نمبر 5﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

"عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ کَعْبِ الْاَسْلَمِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَیْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ سَلْ (رَبِیْعَةَ) فَقُلْتُ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ قُلْتُ هُوَ ذَاکَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ"۔ (مسلم شریف۔ کتاب الصلوٰۃ جلد 1 ص 193)

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور آپ کے استنجاء اور وضو کے لئے پانی لاتا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا "مانگ ربیعہ کیا مانگتا ہے۔" میں نے عرض کی میں آپ سے جنت کی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ "اور کچھ" میں نے کہا مجھے یہی کافی ہے آپ نے فرمایا تو پھر زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملے میں میری مدد کر۔

اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے بھی نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم ص 84)

تشریح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت کا مختار بنا کر بھیجا ہے اور آپ نے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت الفردوس عطا فرمادی کیونکہ اسی میں رفاقت رسول ﷺ ہے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نبی ﷺ سے کسی چیز کا سوال کرنا شرک نہیں بلکہ آپ نے خود صحابی سے کہا "مانگو کیا مانگتے ہو" تو کیا معاذ اللہ

رسول اللہ ﷺ شرک کی تعلیم دے رہے تھے؟ نہیں اور یقیناً نہیں تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے مانگنا بالکل جائز ہے۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
سو سوالوں سے یہی اک سوال اچھا ہے

سوال: آپ سے مانگنا زندگی میں جائز تھا وصال کے بعد مانگنا شرک ہے؟

جواب: شرک ہر زمانے میں شرک ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اب کوئی چیز شرک ہو اور زمانہ نبوی ﷺ میں عین ایمان بن جائے۔ (اِئتُوا بُرْھَانَا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ) بلکہ ہمارے نبی علیہ السلام تو اب بھی زندہ ہیں اور محتاجوں کی دستگیری فرماتے ہیں۔ جیسا کہ

ابن ماجہ شریف میں ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود پاک زیادہ پڑھا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اور اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بے شک جب بھی کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ درود شریف اس کے فارغ ہوتے ہی مجھے پیش کر دیا جاتا ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی کیا موت کے بعد بھی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں موت کے بعد بھی اور فرمایا ''اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ'' بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ شریف ص 119 کتاب الجنائز)

اس حدیث کو صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف باب الجمعہ ص 121)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد نہایت صحیح ہیں اور یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف الفاظ میں منقول ہے۔ (مرقاۃ جلد 3 ص 242)

تو معلوم ہوا کہ لاریب سرکار ﷺ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے جو مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ (یہ سوال و جواب بطور جملہ معترضہ تھا)

# اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حدیث ربیعہ کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

''سرکار دو عالم ﷺ کے سوال کو مطلق رکھنے سے اس بات پر دلیل پکڑی جاتی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کے لئے قدرت و اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں۔ اور اسی وجہ سے ائمہ کرام نے اس بات کو آپ کے اختصاص میں سے شمار کیا ہے کہ آپ جس کو چاہیں جس طرح چاہیں کسی حکم سے خاص فرمادیں جیسے آپ نے خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو کے برابر قرار دیا اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کرنے کی اجازت دے دی۔ مزید لکھتے ہیں کہ امام نووی (شارح صحیح مسلم) نے فرمایا ہے کہ شارع علیہ السلام کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس کو چاہیں عام کے حکم میں سے خاص فرمادیں جسے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک سال سے کم عمر بکری کے بچے کی قربانی جائز قرار دے دی اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصاص میں سے اس بات کو بھی شامل کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت کی زمین کی جاگیر دے دی ہے جس کو چاہیں اس میں سے کچھ حصہ عطا فرمائیں۔'' (مرقاۃ جلد 2 ص 323)

# اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ نے جو سوال کو مطلق فرمایا کہ ''مانگو'' اور اسے کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا تو معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ﷺ کے ہی کریمانہ ہاتھوں میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے دیں کیونکہ دنیا اور اس کی شادابی آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح و قلم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے اور اگر دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔'' ایک اور مقام پر مزید فرماتے ہیں کہ ''جن و انس کے تمام ملک و حکومت اور سارے جہان خداوند قدوس کی عطا سے حضور ﷺ کی قدرت و تصرف میں ہیں۔'' (اشعۃ اللمعات (اردو) جلد 1 ص 106 فرید بک سٹال)

# ہیں خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کے پاس

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

﴿حدیث نمبر 1﴾: عَنْ عُقْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اَھْلِ اُحُدٍ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ او مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا۔

(بخاری شریف۔ کتاب المغازی جلد 2 ص 585)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ مقام احد پر تشریف لائے اور شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی جیسے میت پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے لئے آگے جانے والا ہوں میں تم پر گواہ ہوں میں اس وقت بھی اپنا حوض (کوثر) دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں یا (فرمایا) زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں بخدا میں اپنے بعد تم سے شرک میں مبتلا ہونے کا خوف نہیں کرتا ہوں لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

اس حدیث پاک کو امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے

(مسلم شریف کتاب الفضائل جلد 2 ص 250)

صاحب مشکوۃ نے بھی اس حدیث پاک کو لکھا ہے۔

(مشکوۃ شریف باب وفاۃ النبی ص 547)

تشریح: اس حدیث پاک سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ تمام زمین کے خزانے آپ ﷺ کے ملک و تصرف میں ہیں اور آپ کو مکمل اختیار ہے کہ جس کو چاہیں جو چاہیں عطا فرمادیں جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے "اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں"۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا ہے
دونوں جہان دے دیئے قبضہ و اختیار میں

## تمام زمین اللہ عزوجل اور اسکے رسول ﷺ کی ہے

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 2﴾: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْیَهُوْدِ) اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُجْلِیَکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (مسلم شریف۔ کتاب الجہاد جلد 2 ص 94)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا۔ اے گروہ یہود سن لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کو سرزمین حجاز سے نکال دوں۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اپنے مال کو بیچنا چاہے اس کو بیچ دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔"

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تمام زمین اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور چونکہ رسول اللہ ﷺ تقسیم فرمانے والے ہیں تو پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس کو چاہیں جس زمین سے نکال دیں اور جس کو چاہیں سکونت کی اجازت عطا فرمادیں۔ آپ نہ صرف دنیا کی زمین کے مالک و متصرف ہیں بلکہ جنت کی زمین کے بھی مختار ہیں۔ (کما مر آنفا)

# سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں

﴿حدیث نمبر 3﴾: صاحب مشکوۃ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ" اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں پھر فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی اس نے عرض کیا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ عبد نبی بنیں اور اگر چاہیں بادشاہ نبی بنیں تو میں نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے تواضع اختیار کرنے کے بارے میں عرض کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف مشورہ لینے والوں کی طرح دیکھا تو جبریل علیہ السلام نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں تو میں نے اس فرشتے سے کہا کہ میں عبد نبی بنا چاہتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے عبد کھاتے ہیں اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے عبد بیٹھتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف باب فی اخلاقہ وشمائلہ ص 521)

تشریح: تو معلوم ہوا کہ سرکار ﷺ کا فقر اختیاری ہے نہ کہ اضطراری۔ یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بھی اختیار فرما رکھا ہے کہ آپ پہاڑوں کو سونا بھی بنا سکتے ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے ہیں<br>
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

# تمام مشارق ومغارب حضور ﷺ کے سامنے

﴿حدیث نمبر 4﴾: عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاَعْطَانِیَ الْکَنْزَیْنِ

الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ۔ (مسلم شریف کتاب الفتن جلد 2 ص 390)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نے تمام روئے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا ہے حتی کہ میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے۔

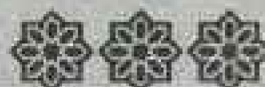
تشریح: اس حدیث پاک سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام زمین رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہے اور آپ ہر مقام کا علم بھی رکھتے ہیں اور مشاہدہ بھی فرماتے ہیں اور یہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔

اس حدیث پاک کو صاحب مشکوۃ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف۔ باب فضائل سید المرسلین ص 512)

سوال: یہ تو صرف وقتی حالت و کیفیت تھی یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ کو بعد میں بھی یہ کمال حاصل رہا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جو کمال ایک مرتبہ اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرما دیا پھر وہ واپس نہیں لیا۔ کیونکہ ارشاد ربانی ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (والضحی۔4) اور بیشک پچھلی (یعنی آئندہ آنے والی ہر گھڑی) تمہارے لئے پہلی (گھڑی) سے بہتر ہے۔ (کنز الایمان) اور یہ بات تبھی ممکن ہے کہ آپ کو جو کمال عطا فرما دیا گیا ہو وہ واپس نہ لیا گیا ہو اگر واپس لیا جانا مان لیا جائے تو آپ کی آنے والی ہر گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر نہ ہو گی جو کہ صریح قرآن کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ بات ماننی پڑے گی کہ آپ کو یہ کمال ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نعمت دینے کے بعد اسی سے واپس لیتا ہے۔ جو ناشکری کرتا ہے اور شکر گزار کے لئے تو نعمت اور بڑھا دی جاتی ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ (ابراھیم۔ 7) ترجمہ: اگر تم شکر ادا کرو گے تو البتہ میں ضرور بڑھا دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر شکر گزار اور کون ہو سکتا ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ کے لئے اس نعمت میں کمی نہیں آئی بلکہ مزید عروج و کمال حاصل ہوا ہے۔



# دعائے مصطفیٰ ﷺ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ایمان لانا

﴿حدیث نمبر 1﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھیں میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا تھا ایک دن میں نے ان کو دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی بات کہی جو مجھ کو ناگوار گزری میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مگر وہ انکار کرتی ہے۔ آج میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسا کلمہ کہا جو مجھے ناگوار گزرا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے اللہ عزوجل! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعا لے کر خوشی سے روانہ ہوا جب میں گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دروازہ بند تھا ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن لی اس نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! اپنی جگہ ٹھہرے رہو' پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی میری والدہ نے غسل کیا کپڑے پہنے اور جلدی میں بغیر دوپٹہ کے باہر آئیں پھر دروازہ کھولا اور کہا "یَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" یعنی اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اسکے رسول ہیں آپ کہتے ہیں پھر میں خوشی سے روتا ہوا حضور ﷺ کے پاس گیا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کو بشارت ہو

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے اور ابو ہریرہ کی ماں کو اس نے ہدایت دے دی ہے پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور کلماتِ خیر ارشاد فرمائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری والدہ کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ عزوجل! "اپنے اس بندے (یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیدا فرما دے اور مومنوں کی محبت ان کے دل میں ڈال دے" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر کوئی مسلمان ایسا پیدا نہ ہوا جو میرا ذکر سن کر یا مجھے دیکھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

(مسلم شریف۔ کتاب فضائل صحابہ جلد 2 ص 301)

صاحب مشکوۃ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے

(مشکوۃ شریف۔ باب المعجزات ص 535)

جاہ و جلال دو نہ ہی مال و منال دو
سوزِ بلال بس میری جھولی میں ڈال دو

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور جام شیر

﴿حدیث نمبر 2﴾: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ "اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔" ایک بار ایسا ہوا کہ میں بھوک کے باعث اپنے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جاتا تھا اور بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں لوگوں کے راستے میں بیٹھا ہوا تھا جس سے وہ باہر جایا کرتے تھے۔ "ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے متعلق پوچھا ان سے آیت پوچھنا صرف اس لئے تھا کہ وہ مجھے

کھانا کھلائیں لیکن وہ آگے چلے گئے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میرے پاس سے عمر فاروق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی وہی آیت پوچھی میں نے صرف
اسی لئے پوچھی تھی کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں لیکن وہ بھی آگے گزر گئے اور کچھ نہ کہا پھر میرے
پاس سرور کائنات ابوالقاسم محمد رسول اللہ ﷺ گزرے اور جس وقت انہوں نے مجھے دیکھا
تو مسکرا دیئے اور میرے دل کی بات جان لی اور میرے چہرے کا رنگ پہچان لیا پھر فرمایا
اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو فرمایا میرے ساتھ آؤ
اور آپ تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا آپ گھر میں داخل ہوئے اور
مجھے بھی داخل ہونے کی اجازت دی تو میں بھی آپ کے ساتھ گھر میں داخل ہو گیا تو نبی کریم
ﷺ نے پیالے میں دودھ پایا۔ فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے گھر والوں نے کہا کہ یہ آپ
کو فلاں شخص نے یا فلانی عورت نے ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو
میرے پاس بلاؤ راوی نے کہا اہل صفہ اہل اسلام کے مہمان تھے وہ اہل وعیال اور کوئی مال
نہ رکھتے تھے اور نہ کسی کے پاس (سوال کرنے کے لئے) جاتے تھے جب حضور ﷺ کے
پاس صدقہ آتا تو آپ ان کے پاس بھیج دیتے تھے اور خود اس سے کچھ نہ کھاتے تھے اور
جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو اس کو بھی ان کے پاس بھیجتے اور اس میں سے کچھ خود بھی کھا
لیتے تھے اور فقراء کو بھی اس میں شریک کر لیتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے
اس دودھ کے پیالے میں ان سب کے شریک ہونے نے غمناک کیا اور (میں نے دل ہی
دل میں کہا کہ) یہ دودھ اہل صفہ میں کیا تقسیم ہو گا۔ کتنا اچھا ہوتا کہ میں ہی اس کا حقدار رہتا
اور اس دودھ کو ایک دفعہ میں ہی پی جاتا تاکہ مجھے اس کے ساتھ طاقت حاصل ہو جب وہ
سب آئیں گے تو حضور ﷺ مجھے ہی حکم دیں گے اور میں ہی ان کو یہ دودھ دوں گا اور

قریب نہیں کہ اس دودھ سے میرے لئے کچھ بچے لیکن اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا بھی ضروری ہے (یہاں تک گفتگو دل میں تھی) آپ کہتے ہیں میں حسب ارشاد اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا اور وہ تمام آگئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت عطا فرمادی اور آپ ﷺ گھر میں اپنی جگہ پر بیٹھ گئے سید عالم ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو فرمایا دودھ کا پیالہ پکڑو اور ان کو دو میں نے پیالہ پکڑا اور ایک ایک آدمی کو دیتا وہ پیتا یہاں تک کہ سیر ہو جاتا پھر وہ پیالہ مجھے دیتا۔ میں وہ دوسرے آدمی کو دیتا وہ پیتا حتی کہ سیر ہو جاتا یہاں تک کہ میں (سب کو پلا کر) نبی کریم ﷺ تک پہنچا حالانکہ اہل صفہ تمام کے تمام سیر ہو چکے تھے (ان کی تعداد ستر تھی) سید عالم ﷺ نے دودھ کا پیالہ اپنے دست اقدس پر رکھا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں فرمایا اب صرف میں اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا ہے فرمایا بیٹھو اور پیو میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا فرمایا اور پیو میں نے اور پیا آپ بار بار فرماتے رہے "اور پیو" "اور پیو" یہاں تک کہ میں نے عرض کی "لا والذی بعثک بالحق ما اجد لہ مسلکا" "اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تو اب دودھ کے لئے ذرا سی جگہ بھی نہیں پاتا" فرمایا اچھا مجھے دکھاؤ میں نے آپ کو پیالہ دیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی بسم اللہ شریف پڑھی اور بچا ہوا سارا دودھ پی لیا۔ (بخاری شریف۔ کتاب الرقاق جلد 2 ص 955)

ترجمانِ قرآن وحدیث اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

# دوران خطبہ بارش مانگ لی

﴿حدیث نمبر 3﴾: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ والوں کو قحط سالی نے آ لیا اسی دوران ایک دفعہ آپ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہونے لگی ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں کہ ہم پر آسمان سے بارش نازل فرمائے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر دیا اور دعا کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سارے کا سارا آسمان شیشے کی طرح صاف تھا کہ اچانک ہوا چلی اور بادل رونما ہو گئے پھر وہ جمع ہو گئے پھر آسمان نے اپنا منہ کھول دیا اور زبردست بارش برسنے لگی جب ہم باہر نکلے تو ہم پانی میں چل رہے تھے حتیٰ کہ اپنے گھروں میں پہنچے دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر وہی شخص کھڑا ہوا یا کوئی اور آدمی تھا عرض کرنے لگا "یا رسول اللہ ﷺ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا" یا رسول اللہ ﷺ مکانات گرنے لگے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش کو روک دے تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا اے اللہ عزوجل بارش ہمارے اردگرد برسا دے ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس کہتے ہیں پھر میں نے بادلوں کو دیکھا کہ وہ مدینہ منورہ کے اردگرد پھیل گئے گویا کہ مدینہ منورہ تاج بنا ہوا تھا۔ (بخاری شریف۔ کتاب المناقب جلد 1 ص 506)

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے

(مشکوۃ شریف۔ باب المعجزات ص 536)

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

# انگلیوں سے پانی کے چشمے نکلنا

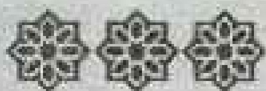
﴿حدیث نمبر 4﴾: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور نبی کریم ﷺ کے سامنے چھاگل تھی جس سے آپ نے وضو فرمایا جب آپ وضو کر چکے تو لوگ گھبرائے ہوئے آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کر سکیں اور نہ ہی پینے کے لئے پانی ہے کہ پیاس بجھا سکیں صرف وہی پانی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ ﷺ نے چھاگل پر دست اقدس رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا ہم سب نے خوب پانی پیا اور وضو بھی کیا راوی کہتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کتنے لوگ تھے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم اسوقت ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کافی تھا لیکن ہم صرف پندرہ سو تھے۔ (بخاری شریف۔ کتاب المناقب جلد 1 ص 505)

اس حدیث پاک کو صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے

(مشکوۃ شریف باب المعجزات ص 532)

تشریح: مذکورہ بالا چاروں احادیث مبارکہ بلا تشریح و توضیح ہمارے دعوے پر واضح دلیل ہیں۔



# پتھروں اور درختوں کا سلام بھیجنا

﴿حدیث نمبر 1﴾: صاحب مشکوۃ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مکہ کے وہ پتھر پہچانتا ہوں جو نبوت کے ظہور سے پہلے مجھے سلام کیا کرتے تھے اور میں انہیں ابھی بھی پہچانتا ہوں۔'' (رواہ مسلم)

(مشکوۃ شریف باب علامات النبوۃ ص524)

یہ حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے۔

(ترمذی شریف ابواب المناقب جلد2 ص203)

﴿حدیث نمبر 2﴾: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ مکہ معظمہ میں تھا ہم مکے کے گرد و نواح میں نکلے تو ہر پہاڑ اور درخت آپ کا استقبال ''السلام علیک یارسول اللہ'' کہتے ہوئے کرتا تھا۔ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔'' (بحوالہ ترمذی و دارمی) (مشکوۃ شریف باب المعجزات۔ ص540)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے

(ترمذی شریف جلد2 ص204 ابواب المناقب)

# درختوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا

﴿حدیث نمبر 3﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے گئے میں چمڑے کے ایک تھیلے میں پانی لے کر آپ کے پیچھے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کو آڑ کے لئے کوئی چیز نظر نہ آئی وادی کے کنارے دو درخت تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے آپ نے اس کی

شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ درخت اس اونٹ کی طرح آپ کا فرماں بردار ہو گیا کہ جس کی ناک میں نکیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہو۔ پھر آپ دوسرے درخت کی طرف تشریف لے گئے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ پہلے درخت کی طرح آپ کے تابع ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تم دونوں جڑ جاؤ سو وہ دونوں درخت جڑ گئے (اور آپ ﷺ قضاء حاجت سے فارغ ہوئے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ آپ ان درختوں میں سے باہر تشریف لا رہے تھے اور ان درختوں میں سے ہر ایک درخت اپنے اپنے تنے پر کھڑا ہو کر الگ ہو رہا تھا۔ (حدیث پاک کا بعض حصہ) (مسلم شریف جلد 2 ص 417 کتاب الزھد والرقاق)

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف باب المعجزات۔ ص 533)

﴿حدیث نمبر 4﴾: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور بولا کہ میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کہ اگر میں اس کھجور کے خوشہ کو اس درخت سے بلاؤں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ خوشہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتی کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر گر گیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "واپس لوٹ جا"۔ کھجور کا خوشہ واپس لوٹ گیا تو یہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

(ترمذی شریف۔ جلد 2 ص 204 ابواب المناقب)

صاحب مشکوۃ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے

(مشکوۃ شریف باب المعجزات ص 541)

تشریح: ان احادیث سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کے اختیارات نہ صرف انسانوں پر ہیں بلکہ تمام شجر و حجر بھی رسول اللہ ﷺ کے قدرت و تصرف میں ہیں۔ ہر چیز آپ کے حکم کی اتباع کرتی ہے۔

امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ بالا واقعات کو اس طرح بیان فرماتے ہیں

جاء ت لدعوته الاشجار ساجدة

تمشی الیه علی ساق بال قدم

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کچھ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

سعت الشجر نطق الحجر

شق القمر باشارته

## ستونِ حنانہ کا اشکبار ہونا

﴿حدیث نمبر 5﴾: صاحب مشکوۃ رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ دیتے تو کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا پھر جب حضور ﷺ کیلئے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر جلوہ گر ہوئے تو جس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے وہ چیخ پڑا اتنا چیخا کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ نبی کریم ﷺ منبر سے اترے یہاں تک کہ آپ نے اسے پکڑا اور اپنے سینے سے چمٹا لیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھرنے لگا کہ جسے چپ کرایا جائے حتی کہ وہ قرار پکڑ گیا۔''

(مشکوۃ شریف باب المعجزات ص 536۔)

سنہری جالیاں ہوں آپ ہوں اور مجھ سا عاصی ہو
ملے سینے سے سینہ جان جاناں یارسول اللہ ﷺ

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پاک کو روایت کیا ہے

(بخاری شریف کتاب الجمعہ جلد 1 ص 125)

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو نقل کرتے ہیں
(ترمذی شریف۔ ابواب المناقب جلد 2 ص 204)

تشریح: ستون کی یہ گریہ وزاری ہجر و فراق رسول ﷺ کی وجہ سے تھی کیونکہ ہر جمعہ کے دن وہ ستون پشت پاک مصطفیٰ ﷺ کے بوسے لیا کرتا تھا لیکن جب حضور ﷺ نے اس ستون کو اپنے سینہ مبارک سے لگایا تو اس کو چین آ گیا۔ تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ نہ صرف انسانوں کے فریاد رس ہیں بلکہ وہ تو جمادات کے لئے بھی باعث رحمت و شفقت ہیں۔ تو آپ کا عاشق آپ ﷺ کی شفقت سے کیسے محروم رہ سکتا ہے؟

## شق القمر باشارتہ

﴿حدیث نمبر 6﴾: امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

"عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ"

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب جلد 1 ص 513)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اہل مکہ نے یہ سوال کیا کہ آپ ﷺ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ ﷺ نے انہیں چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔

اس حدیث پاک کو امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔
(مسلم شریف۔ کتاب صفات المنافقین جلد 2 ص 373)

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

## حیوانات پر اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

﴿حدیث نمبر 7﴾: صاحب مشکوۃ امام بخاری و مسلم رحمتہ اللہ علیہما کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ "حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک جہاد میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا میں اونٹ پر تھا جو تھک گیا تھا وہ چل نہیں سکتا تھا مجھے نبی کریم ﷺ ملے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ تھک گیا

ہے تب رسول اللہ ﷺ پیچھے چلے اونٹ کو ڈانٹا پھر اس کے لئے دعا کی تو وہ دوسرے اونٹوں کے آگے چلنے لگا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اب اپنے اونٹ کو کیسا پا رہے ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اب وہ خیریت سے ہے اسے آپ کی دعائے برکت پہنچ گئی ہے۔" (مشکوٰۃ شریف۔ باب المعجزات ص 539 بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیثِ پاک سے واضح ہوا کہ جانور بھی آپ کی اطاعت کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ حیوانات پر بھی آپ کو مکمل اختیارات حاصل ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پاک کو روایت کیا ہے

(بخاری شریف۔ کتاب الشروط جلد 1 ص 375)

## پہاڑوں پر اختیارات مصطفیٰ ﷺ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ۔ وَفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ۔

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب جلد 1 ص 519)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ان کے چڑھنے کی وجہ سے حرکت کرنے لگا تو سید عالم ﷺ نے (پہاڑ پر اپنا پاؤں مارا اور) فرمایا اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" (پس وہ تھم گیا)

وضاحت: اس حدیث پاک میں جہاں آپ کا پہاڑ پر اختیار ثابت ہو رہا ہے وہیں علم غیب مصطفیٰ ﷺ کا بھی واضح بیان ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

# حضور ﷺ پر پانچ خصوصی عطائیں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

﴿حدیث نمبر 1﴾: ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی اشیاء عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں (1) ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ (2) میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کر دی گئی میری امت کے جس شخص کو نماز کا وقت جہاں ملے وہ وہیں نماز پڑھ لے۔ (3) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا جب کہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا۔ (4) مجھے شفاعتِ عظمیٰ عطا کی گئی۔ (5) ہر نبی اپنی مخصوص قوم کے لئے مبعوث ہوتا تھا اور میں سارے لوگوں کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ (بخاری شریف کتاب التیمم جلد 1 ص 48)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پاک کو روایت کیا ہے۔

(مسلم شریف۔ کتاب المساجد۔ جلد 1 ص 199)

# سید دو عالم ﷺ کی امت کیلئے محفوظ دعا

﴿حدیث نمبر 2﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا ہوتی ہے (جس کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے قطعی طور پر قبول فرماتا ہے) اور ہر نبی نے اپنی اس دعا کو مانگ کر خرچ کر لیا اور میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے اس دعا کو محفوظ رکھا ہے اور انشاء اللہ یہ شفاعت میری امت کے ہر اس فرد کو شامل ہو گی جو شرک سے بچا رہے گا۔

(مسلم شریف۔ کتاب الایمان جلد 1 ص 113)

اس حدیث کو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے

(بخاری شریف۔ کتاب الدعوات جلد 2 ص 932)

# شرک کی تعریف

سوال: شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر "التفسیر الجامع لاحکام القرآن" میں شرک کی پوری تعریف یوں کرتے ہیں۔

شرک کے تین مراتب ہیں۔

1. شرک کا پہلا درجہ یہ ہے کہ "اللہ کے سوا کسی انسان، جن، شجر و حجر کو اللہ اور عبادت کے لائق جاننا اور اسی کا نام شرک اعظم ہے۔ اور یہی عہد جاہلیت کا شرک تھا"۔

2. شرک کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ "کسی کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ مستقل طور پر اور خود بخود اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی کام کر سکتا ہے۔ (یا کوئی وصف رکھتا ہے) اگرچہ اس شخص کو عبادت کے لائق نہ جانتا ہو"۔

3. شرک کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ "کسی کو عبادت میں شریک کرنا اور یہ ریاء ہے اور یہ شرک اصغر ہے"۔

اب آپ خود انصاف کیجئے کہ کیا کوئی مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء عظام رحمہم اللہ کے متعلق مذکورہ اعتقادات میں سے کوئی عقیدہ رکھتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں رکھتا تو پھر مسلمانوں کو مشرک کہنے والوں کے پاس اس بات کا کیا جواز ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کے لئے شب و روز کوشاں ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے ڈر جانا چاہئے۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کمالات و اختیارات مانتے ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانتے ہیں ذاتی طور پر نہیں مانتے۔ اور یہ قطعاً شرک نہیں۔ بلکہ عین ایمان ہے۔

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہر گناہ گار کی بخشش

﴿حدیث نمبر 3﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور لوگ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے اور کہیں گے کہ ہمیں ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لئے لانا چاہئے جو ہمیں محشر کی پریشانی سے نجات دلا دے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

**مخلوقِ خدا حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں:** پھر سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم علیہ السلام ہیں جو تمام مخلوق کے والد ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ کے جسم میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کی تعظیم کے لئے سجدہ ریز ہوں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے تا کہ وہ ہم کو محشر کی پریشانی سے نجات دے حضرت آدم علیہ السلام کو اس موقع پر اپنی (اجتہادی) خطا یاد آئے گی وہ ان لوگوں سے معذرت کریں گے اور فرمائیں گے میرا یہ منصب نہیں ہے البتہ تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف مبعوث کیا تھا۔

**مخلوقِ خدا حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں:** پھر سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے ان کو بھی اس وقت اپنی ایک (اجتہادی) خطا یاد آئے گی اور وہ شفاعت سے معذرت کریں گے اور فرمائیں گے میرا یہ منصب نہیں ہے۔ البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے۔

**مخلوقِ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں:** پھر سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے ان کو بھی اس موقع پر اپنی (اجتہادی) خطا یاد آئے گی اور وہ بھی معذرت کریں گے فرمائیں گے یہ میرا منصب نہیں ہے البتہ تم حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے شرف کلام سے نوازا اور ان کو تورات عطا فرمائی۔

**مخلوقِ خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں:** حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے ان کو بھی اپنی (اجتہادی) خطا یاد آئے گی اور وہ بھی معذرت کر کے فرمائیں گے میرا یہ منصب نہیں ہے البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔

**مخلوقِ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں:** پھر سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے جو کہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ روح اور اس کے پسندیدہ کلمے سے پیدا ہوئے لیکن وہ بھی یہ فرمائیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں البتہ تم سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ یہ وہ بندے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے محفوظ رکھا ہے۔ (اِیْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ)

**مخلوقِ خدا سید الانبیاء ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں:** حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر سب لوگ میرے پاس آئیں گے میں اپنے رب سے شفاعت کی اجازت حاصل کروں گا پھر میں دیکھوں گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں ہوں اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے اس حال میں رہنے دے گا پھر مجھ سے کہا جائے گا "یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَحْمَدُ رَبِّیْ بِتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ"

اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھایئے آپ کہئے آپ کی سنی جائے گی مانگئے آپ کو دیا جائے گا شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ان کلمات سے حمد و ثنا بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ اس وقت مجھے تعلیم فرمائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کردی جائے گی میں اس حد کے مطابق لوگوں

کو دوزخ سے نکال لاؤں گا اور ان کو جنت میں داخل کر دوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے صحیح یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح تین یا چار مرتبہ شفاعت کر کے لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کریں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے میرے رب! اب جہنم میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں جن کے متعلق قرآن میں دائمی عذاب واجب کر دیا گیا ہے (یعنی مشرکین ومنافقین) (مسلم شریف کتاب الایمان جلد 1 ص 108)

مزید ایک حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کی امت کی بخشش کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے

(ایضاً ص 113)

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی یہ حدیث پاک روایت کی ہے

(بخاری شریف کتاب التفسیر جلد 2 ص 642)

اس حدیث پاک کو صاحب مشکوٰۃ نے بھی نقل کیا۔

(مشکوٰۃ شریف۔ باب الحوض والشفاعۃ ص 488)

پروانہ شمع رسالت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب بیان کرتے ہیں کہ

کہیں گے اور نبی اذھبوا الی غیری
میرے حضور کے لب پہ انا لھا ہو گا
فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دیکھائی جانے والی ہے

اور منکرین اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے لئے بطور سبق ارشاد فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

تشریح: اس حدیث پاک سے جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لئے شان و عظمت و اختیارات ثابت ہورہے ہیں وہ اپنا بیان آپ ہیں۔

## غفر الله له ما تقدم ،من ذنبه وما تاخر کا ترجمہ:

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "ہم نے اس حدیث کا ترجمہ یہ کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا۔" اس لئے کہ غفر کے اصل معنی ستر کے ہیں جیسا کہ (نزہۃ القاری جلد اول ص330) پر ہم نے ثابت کیا ہے اس ارشاد 'ما تقدم وما تاخر' سے مراد عمر مبارک ہے یعنی ماضی و مستقبل سب میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچائے رکھا۔ یہ حدیث اس امر پر نص ہے کہ شفاعت کے لئے چار بار عرض معروض فرمائیں گے پہلی بار کوئی حد مقرر کی جائے مثلاً یہ کہ جاؤ جو لوگ نماز کے پابند تھے مگر جماعت چھوڑنے کے عادی تھے انہیں دوزخ سے نکالو۔ دوسری بار فرمایا جائے' جاؤ بے نمازیوں کو دوزخ سے نکال لو "علی ہذا القیاس" یہاں تک کہ جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کا خاتمہ کفر پر ہوا تھا۔"

(نزہۃ القاری جلد 5 ص 53 فرید بک سٹال لاہور)

**مشرک کے علاوہ سب کی مغفرت:** اس حدیث پاک کے آخری حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرک کے علاوہ سب کی مغفرت ہو جائے گی اس مقام سے کوئی غلط تاثر لینے کی جسارت نہ کرے کہ اب جو چاہیں کریں جنت میں چلے ہی جانا ہے تو یاد رکھیے کہ جنت میں دخول "ایمان کے ساتھ موت" کی شرط پر موقوف ہے اور بے شمار ایسے واقعات اور شواہد موجود ہیں کہ گناہوں کے سبب کئی لوگوں کا ایمان سلب ہو گیا لہٰذا ہر گناہ سے بچنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ گناہ کرتے کرتے ایمان ہی ضائع ہو جائے اور ہمیشہ کے لئے جہنم ٹھکانہ بن جائے (العیاذ باللہ)

اس بارے میں مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ باعث عبرت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے نیک اعمال کرلو جو اندھیری رات کی طرح چھا جائیں گے ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر اور معمولی سی دنیاوی منفعت کے بدلہ میں اپنی دولت ایمان فروخت کرڈالے گا۔ (مسلم شریف۔ کتاب الایمان جلد 1 ص 75)

یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی غیب دانی کا واضح ثبوت ہے کہ واقعی فی زمانہ فتنوں کا ظہور کتنی تیزی سے ہورہا ہے اور اسی طرح مرزائی اور عیسائی لا بیاں مال و زر کی بنا پر مسلمانوں کو اپنا ہم مذہب بنانے کے لئے برسرپیکار ہیں اور مسلمانوں کی کثیر تعداد کفریہ کلمات۔ کفریہ گانوں۔ ٹی وی۔ وی سی آر۔ کیبل وڈش کے غلط استعمال کی بیماری میں گرفتار ہوکر اپنے ایمان کو ضائع کررہے ہیں یا کم ازکم کمزور کررہے ہیں۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

**اہم مشورہ:** انہیں وجوہات کی بنا پر امیر اہلسنت امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو رات سوتے وقت ایک بار احتیاطاً تجدید ایمان ضرور کرلینی چاہئے یعنی یوں کہہ لیں کہ "اگر مجھ سے کوئی کفر سرزد ہوگیا ہو تو میں تجدید ایمان کرتا ہوں" اور پھر اس کے بعد کلمہ پڑھ لیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان و عافیت کے ساتھ مدینے میں موت اور مدفن عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں

مدفن میرا محبوب ﷺ کے قدموں میں بنا دے

## ابو طالب کیلئے شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

﴿حدیث نمبر 4﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے ابو طالب کو بھی کوئی نفع پہنچایا ہے؟ وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے لوگوں پر غضب ناک ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا "ہاں" اب وہ جہنم کے صرف بالائی طبقہ میں ہے اور اگر میری شفاعت سے اس کو نفع نہ پہنچتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔

(مسلم شریف۔ کتاب الایمان جلد 1 ص 115)

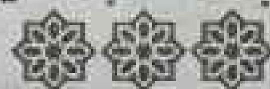
تشریح: یہ بات رسول اللہ ﷺ کے وسیع اختیارات کے لئے واضح دلیل ہے کہ آپ کی شفاعت کا فائدہ آپ کے چچا ابو طالب کو پہنچا حالانکہ وہ کافر تھا اور کفار کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے

"لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُوْنَ"۔ (البقرة.162)

ترجمہ: نہیں تخفیف کی جائے گی ان کے عذاب سے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے عموم سے ابو طالب کو خاص کر دیا اور بروز قیامت اس کے عذاب میں سے کچھ رخصت عطا فرما دی جائے گی۔

آنت فیہم نے عدو کو بھی لیا دامن میں

عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دولت



# دشمنِ محبوبِ خدا ﷺ کو اعلانِ جنگ

﴾حدیث نمبر 1﴿: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ۔

(بخاری شریف۔ کتاب الرقاق جلد 2 ص 963)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا میں اُس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور مجھے فرائض سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں جس کے ساتھ بندہ میرا قرب حاصل کرے اور پھر بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پس (جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو) میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو اسے اپنی پناہ ضرور دیتا ہوں۔"

صاحب مشکوۃ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف۔ باب ذکر اللہ والتقریب الیہ ص 197)

تشریح: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو آنکھ۔ کان۔ پاؤں اور ہاتھ

بننے سے پاک ہے پھر آخر اس حدیثِ قدسی کا کیا معنی ہے اس سوال مقدر کے جواب میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جب بندہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا رہتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بندے کی آنکھیں اور کان بن جاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کا نور اس کے کان بن جاتا ہے تو وہ پھر قریب اور بعید سے سنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا یہ خاص نور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے تو وہ قریب اور بعید یکساں دیکھتا ہے اور جب یہ نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ "مشکل اور آسان" "قریب اور بعید" کے تمام تصرفات پر یکساں قادر ہو جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جز نمبر 21۔ ص 91 تفسیر سورہ کہف)

امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "ایک روایت میں یہ بھی ہے "وفواده الذی یعقل به ولسانه الذی یتکلم به" کہ میں اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سوچتا ہے اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔"

(عمدۃ القاری جلد 15 ص 577)

جب ایک ولی کی طاقت کا یہ عالم ہے تو جن کے در سے ولایت تقسیم ہوتی ہے اور جو سید الانبیاء ﷺ ہیں ان کی قوت و طاقت، اختیارات و تصرفات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہو گا

غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں کہ

"بعض لوگ اس حدیث کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اس کا محبوب بن جاتا ہے تو پھر وہ اپنے کانوں سے کوئی ناجائز بات نہیں سنتا اپنی آنکھوں سے خلاف شرع کوئی چیز نہیں دیکھتا اپنے ہاتھ پاؤں سے خلاف شرع کوئی کام

نہیں کرتا جبکہ یہ معنی بالکل غلط ہیں اور حدیث شریف میں تحریف کرنے کے مترادف ہیں کیونکہ اس معنی سے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرنے والا بندہ محبوب ہونے کے بعد اپنے کسی عضو یا حصہ سے گناہ نہیں کرتا اور وہ اپنے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں لیکن اس معنی کو جب الفاظِ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو حدیث شریف کا کوئی لفظ اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ ایک معمولی سمجھ والا انسان بھی اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے تو وہ محبوب بنا تھا۔ اگر گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ہی محبوبیت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (ال عمران۔31)

آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا اللہ تعالیٰ تم سے۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری کے بغیر مقامِ محبوبیتِ خداوندی کا حصول ناممکن ہے بندہ پہلے برے کاموں کو چھوڑتا ہے ان سے توبہ کرتا ہے، فرائض و نوافل ادا کرتا ہے تب وہ محبوب بنتا ہے۔"

(تحفظ عقائد اہلسنت ص860)

اس کے بعد غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث پاک کا وہی معنی صحیح اور درست ہے جو امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابھی گزر چکا ہے۔ (كَمَا طَالَعْتَهٗ اٰنِفًا)

## جہنم میں پتھر کے گرنے کی آواز سننا

﴿حدیث نمبر2﴾: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِهٖ فِی النَّارِ مُذْ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَهُوَ یَهْوِیْ فِی النَّارِ اَلْاٰنَ حَتّٰی اِنْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا۔

(مسلم شریف۔ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا۔ جلد 2 ص 381)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے اچانک ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیسی آواز تھی؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک پتھر تھا جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ دوزخ کی آواز کو اس دنیا میں سن سکتے ہیں تو دنیا کی آواز کو اس دنیا میں سننا آپ کے لئے بدرجہ اولیٰ آسان اور ممکن ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے جس گوشے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اُس کی آواز سن سکتے ہیں۔

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر بھی سنتے ہیں

﴿حدیث نمبر 3﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت

رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنو نجار کے ایک باغ میں اپنی خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ خچر بدکی۔ قریب تھا کہ وہ خچر آپ کو گرا دیتی وہاں پر چھ۔ پانچ یا چار قبریں تھیں آپ نے فرمایا ان قبر والوں کو کون جانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں جانتا ہوں آپ نے فرمایا یہ لوگ کب مرے تھے؟ اس نے کہا یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے تھے آپ نے فرمایا اس امت کی ان قبروں میں آزمائش کی جا رہی ہے پھر فرمایا "فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْهُ" اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو بھی وہ عذاب سنائے جو میں سن رہا ہوں۔

(مسلم شریف۔ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا۔ جلد 2 ص 386)

تشریح: اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو عذاب قبر سننے کا بھی اختیار عطا فرما رکھا ہے۔

﴿حدیث نمبر 4﴾: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث پاک یوں روایت کرتے ہیں

عَنْ اَبِی الْاَیُّوْبِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِهَا۔

(بخاری شریف۔ کتاب الجنائز جلد 1 ص 184)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج غروب ہونے کے بعد باہر تشریف لے گئے آپ نے ایک آواز سنی تو آپ نے فرمایا یہود کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

اس حدیث پاک کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی روایت کرتے ہیں

(مسلم شریف۔ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا جلد 2 ص 386)

صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف۔ باب المعجزات ص 536)

# نبی کریم ﷺ کی قوتِ سماعت اور بصارت

﴿حدیث نمبر 5﴾: امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ (ترمذی شریف۔ ابواب الزہد جلد 2 ص 57)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

﴿حدیث نمبر 6﴾: امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا (مسلم شریف۔ کتاب الفتن جلد 2 ص 390)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

# آپ ﷺ آگے پیچھے یکساں دیکھتے ہیں

﴿حدیث نمبر 7﴾: امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرٰکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ (بخاری شریف۔ کتاب الصلوٰۃ جلد 1 ص 59)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں خدا کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع مخفی

ہے اور نہ رکوع اور بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ بھی اس حدیث پاک کو روایت کرتے ہیں

(مسلم شریف۔ کتاب الصلوٰۃ جلد 1 ص 180)

## مدینے سے رسول اللہ ﷺ کا حوض کوثر کو دیکھنا

﴿حدیث نمبر 8﴾: امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں۔ وَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنظُرُ اِلَیْہِ مِنْ مَقَامِیْ ھٰذَا ۔ (ترجمہ) ''ہماری ملاقات کا وعدہ حوض (کوثر) پر ہے اور بیشک میں اپنے اس مقام سے ہی حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں''۔

(بخاری شریف۔ کتاب المغازی جلد 2 ص 578)

تشریح: مذکورہ بالا تمام روایت سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دیکھنے اور سننے کی غیر معمولی طاقت سے نوازا ہے کہ آپ عذاب قبر کو سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور تمام زمین آپ کے سامنے ہے آپ ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند اس کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ آپ آگے اور پیچھے یکساں دیکھتے ہیں اور دنیا میں منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے حوض کوثر کو دیکھتے ہیں۔ جو کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر جنت کے باہر واقع ہے۔ تو جو نبی کریم ﷺ مدینے سے حوضِ کوثر کا نظارہ کر سکتے ہیں تو ان کے لئے مدینے سے دنیا کے کسی کونے کو دیکھنا کب ناممکن ہے اور اگر آپ چاہیں تو جنت کی کسی چیز میں تصرف بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث پاک ہے۔

## حبیبِ خدا ﷺ کا دوران نماز جنت کے خوشے توڑنا

﴿حدیث نمبر 9﴾: امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ رَاَیْتُ

فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُمْ حَتّٰی لَقَدْ رَأَیْتُنِیْ أُرِیْدُ أَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اُقَدِّمُ۔

(مسلم شریف۔ کتاب الکسوف جلد 1 ص 296)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی اس نماز کے قیام میں ہر وہ چیز دیکھ لی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ بالیقین میں نے دیکھا کہ میں جنت کے خوشوں کو توڑ رہا ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس طرح روایت کرتے ہیں کہ۔

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی جگہ پر کھڑے کسی چیز کو توڑ رہے تھے پھر ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے بھی دیکھا سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَنَّةَ تَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَصَبْتُهٗ لَاَ کَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا''

یعنی میں نے یقیناً جنت کو دیکھا اور اس سے ایک خوشہ پکڑا اگر میں اس کو لے آتا تو تم دنیا کے باقی رہنے تک اس کو کھاتے رہتے۔

(بخاری شریف۔ ابواب الکسوف۔ جلد 1 ص 144)

اس حدیث پاک کو صاحب مشکوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ شریف۔ باب صلوۃ الخسوف۔ ص 129)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ

''یعنی جنت میرے سامنے آگئی یا جنت کے پاس ہم پہنچ گئے اور اس کے انگور کے خوشہ کو ہاتھ بھی لگا دیا۔ قریبا توڑ ہی لیا تھا ' ارادہ یہ تھا کہ اس کا خوشہ تمہیں اور قیامت تک

کے مسلمانوں کو دکھا دیں اور کھلا دیں مگر خیال یہ آ گیا کہ پھر جنت غائب نہ رہے گی اور ایمان بالغیب نہ رہے گا۔ خیال رہے کہ جنت کے پھلوں کو فنا نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے "اُکُلُھَا دَائِمٌ" (الرعد۔35)(اس کے پھل ہمیشہ ہیں)

لہٰذا اگر وہ خوشہ دنیا میں آ جاتا تو تمام دنیا کھاتی رہتی وہ ویسا ہی رہتا دیکھو چاند اور سورج کا نور۔ سمندر کا پانی۔ ہوا۔ لاکھوں سال سے استعمال میں آ رہے ہیں کچھ کمی نہیں آئی۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

**پہلا مسئلہ:** ایک تو یہ کہ حضور ﷺ جنت اور وہاں کے پھلوں وغیرہ کے مالک ہیں کہ خوشہ توڑنے سے رب تعالیٰ نے منع نہ کیا۔ کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے "انا اعطینک الکوثر" اسی لئے حضور ﷺ نے صحابہ کو حوض کوثر کا پانی بارہا پلایا۔

**دوسرا مسئلہ:** دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کو رب تعالیٰ نے وہ طاقت دی ہے کہ مدینہ میں کھڑے ہو کر جنت میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔ اور وہاں تصرف کر سکتے ہیں جن کا ہاتھ مدینہ سے جنت میں پہنچ سکتا ہے کیا ان کا ہاتھ ہم جیسے گناہ گاروں کی دستگیری کے واسطے نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر یہ کہو کہ جنت قریب آ گئی تھی تو جنت اور وہاں کی نعمتیں ہر جگہ حاضر ہوئیں بہر حال اس حدیث پاک سے یا تو حضور ﷺ کو حاضر (وناظر) ماننا پڑے گا یا جنت کو (آپ کے لئے حاضر ماننا پڑے گا) (مراۃ شرح مشکوۃ جلد 2 ص 366)

**وضاحت:** ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام زمین و آسمان اور جنت و دوزخ کو آپ کے سامنے کر دیا ہے آپ ان سب کو مثل کف دست یعنی ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہے ہیں اور آپ تمام کائنات پر تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور انہیں تمام باتوں کو ہم ان الفاظ میں بھی تعبیر کرتے ہیں کہ۔

"رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔"

**اعتراض:** رسول اللہ ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا شرک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر یعنی موجود ہے اور اگر رسول ﷺ کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر مانا جائے تو یہ "شرک فی الصفات" ہے۔

**جواب:** ہمارا عقیدہ یہ ہے ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اصلی کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں بلکہ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسم اصلی کے ساتھ قبر شریف میں تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے جہاں چاہیں جس طرح چاہیں جا سکتے ہیں۔ لیکن آپ روحانی اعتبار سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں یعنی آپ کی رحمت ہر جگہ کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے وہاں تک اللہ کے اذن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رحمت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں فرماتا ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔" (الفاتحہ۔1) کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے۔ "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔" یعنی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(الانبیاء۔107)

جیسا کہ غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

"حضور ﷺ کے لئے لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے اسی طرح روح سرور دو عالم ﷺ کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری و ساری ہے۔"

(مقالات کاظمی۔ حصہ سوم ص116)

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں کہ۔

''اَنَّ نَظْرِیَّۃَ الْحَاضِرِ وَالنَّاظِرِ لَا تَتَعَلَّقُ بِجِسْمِهِ الْاَقْدَسِ الْخَاصِّ وَلَا بِبَشَرِیَّتِهٖ ﷺ بَلْ اِنَّمَا تَتَعَلَّقُ بِنُوْرَانِیَّتِهٖ وَرُوْحَانِیَّتِهٖ''

(من عقائد اہل السنۃ ص 365)

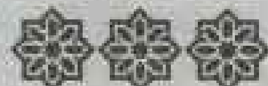
ترجمہ: ''کہ بیشک حاضر وناظر کے نظریہ کا تعلق سرکار دو عالم ﷺ کے جسم کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی بشریت کے ساتھ ہے بلکہ اس نظریہ کا تعلق آپ کی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہے۔

مناظر اسلام علامہ محمد سعید احمد اسعد صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔

''ہم اہلسنت و جماعت نبی مکرم ﷺ کے جسم بشری کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوت کے آفتاب حضرت جناب محمد ﷺ اپنے جسم اطہر، جسم بشری کے ساتھ گنبد خضراء میں جلوہ گر ہیں لیکن اپنی نورانیت، روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔''

(مسئلہ حاضر وناظر ص 6)

مذکورہ بالا تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ معترض کا جس عقیدے پر اعتراض ہے وہ ہمارا عقیدہ نہیں اور جو ہمارا عقیدہ ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ فللہ الحمد۔



# ممانعت کے بعد تین امور کی رخصت

﴿حدیث نمبر 1﴾: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

عَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلاَثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلاَّ فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلاَ تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔ (مسلم شریف۔ کتاب الجنائز جلد 1 ص 314)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو اور میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کو رکھنے سے منع کیا تھا پس اب تم انہیں رکھ سکتے ہو۔ میں نے تمہیں مشکیزوں کے علاوہ اور چیزوں میں نبیذ پینے سے منع کیا تھا پس اب تم ہر (قسم کے) برتنوں میں نبیذ پی لیا کرو اور نشہ آور چیز کو استعمال نہ کرنا۔

وضاحت: رسول اللہ ﷺ کا "نھیتکم" کہنا یعنی میں نے تمہیں منع کیا تھا۔" اور پھر امر کے صیغوں کے ساتھ "فَزُوْرُوْهَا" "فَاَمْسِكُوْا" "فَاشْرَبُوْا" فرمانا آپ کے "اختیارات حلال وحرام" کے لئے واضح دلیل ہے۔ "یعنی قبروں کی زیارت کرلیا کرو۔" "گوشت کو رکھ لیا کرو" "ہر قسم کے برتن میں پی لیا کرو"

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے حصہ دینا

مال غنیمت میں سے انہیں حصہ ملتا ہے جو جنگ میں حاضر رہے ہوں لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے جنگ بدر میں شریک نہ ہونے کے باوجود

مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمادیا۔

﴿حدیث نمبر 2﴾: جیسا کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ یَعْنِی یَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰہِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُبَایِعُ لَهٗ فَضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِسَهْمٍ وَلَمْ یَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَیْرَهٗ۔

(ابوداؤد شریف۔ کتاب الجہاد جلد 2 ص 18)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ بدر کے دن کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ بیشک عثمان رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی حاجت کی غرض سے گئے تھے اسی لئے میں ان کے لئے مال غنیمت حلال کرتا ہوں پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو حصہ عطا فرمایا۔ اور ان کے علاوہ جو غیر حاضر تھے کسی کو حصہ نہ ملا۔

# ریشمی لباس پہننے کی رخصت دینا

ریشمی لباس پہننا مردوں کے لئے حرام ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ریشمی لباس پہننے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

﴿حدیث نمبر 3﴾: چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَخَّصَ النَّبِیُّ ﷺ لِلزُّبَیْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّةٍ بِهِمَا۔ (بخاری شریف۔ کتاب اللباس جلد 2 ص 868)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خارش کے مرض کی وجہ سے ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(مسلم شریف۔ کتاب اللباس والزینۃ جلد 2 ص 193)

## اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت دینا

سرکار دو عالم ﷺ نے مکہ شریف کو حرم قرار دیا اور یہاں سے ہر قسم کے درختوں کا کاٹنا منع کر دیا لیکن ایک صحابی کے کہنے پر اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت عطا فرما دی۔

﴿حدیث نمبر 4﴾: جیسا کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو مکہ سے روک دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو مکہ پر غلبہ عطا فرما دیا ہے۔ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہے اور میرے لئے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لئے حلال ہوا تھا۔ اور اب مکہ حرم ہے یہاں کے کانٹے کاٹے جائیں گے نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی۔ ہاں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے اور جس کا کوئی آدمی قتل ہو جائے اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے یا تو اس کو دیت دی جائے گی یا وہ قاتل سے قصاص لے گا پھر یمن کا ایک شخص آیا جس کو ابو شاہ کہتے تھے اور وہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہ باتیں لکھ کر دے دیجئے آپ نے کسی سے فرمایا "ابو شاہ کو لکھ دو" پھر قریش کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اذخر گھاس کو مستثنیٰ قرار دے دیجئے کیونکہ اس کو ہم اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذخر گھاس مستثنیٰ ہے

(بخاری شریف۔ کتاب العلم۔ جلد 1 ص 22)

اس حدیث پاک کو امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(مسلم شریف۔ کتاب الحج جلد 1 ص 439)

# رمل کرنا اور اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ "وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا" ترجمہ: اور زمین پر اکڑ کر مت چلو۔ (الاسراء۔37)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے زمین پر اکڑ کر چلنے کو حرام قرار دیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے عین حرم کے اندر اکڑ کر چلنے یعنی رمل کا حکم دیا ہے تو اب یہی اکڑ کر چلنا عین کعبۃ اللہ میں عبادت بن گیا بلکہ اب جو رمل نہ کرے اس نے برا کیا۔

﴿حدیث نمبر 5﴾: جیسا کہ امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو اس حال میں تھے کہ انہیں مدینے کے بخار نے کمزور کیا ہوا تھا۔ مشرکین نے کہا کہ کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جنہیں بخار نے دبلا کر دیا ہے۔ اور بخار سے انہیں بہت تکلیف پہنچی ہے۔ مشرکین حطیم کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ تین چکروں میں رمل کریں (یعنی اکڑ کر کندھے ہلا ہلا کر چلیں) اور دو رکنوں کے درمیان معمول کے مطابق چلیں تا کہ آپ مشرکین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توانائی دکھائیں۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رمل کیا تو مشرکین نے دیکھ کر کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم کہتے تھے کہ ان کو بخار نے کمزور کر دیا ہے ارے یہ تو فلاں فلاں شخص سے بھی زیادہ طاقت ور ہیں۔

(مسلم شریف۔ کتاب الحج۔ جلد 1 ص 412)

"علماء کرام فرماتے ہیں کہ رمل کا مطلب یہ ہے کہ کندھے ہلا ہلا کر اکڑ کر چلنا جیسے وہ شخص چلتا ہے جس نے کسی کو للکارا ہو۔"

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالتِ جنب میں دخول مسجد کی اجازت دے دی

کسی شخص کو مسجد میں حالتِ جنب میں جانا اور رہنا بالکل جائز نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور اپنے آپکو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔

﴿حدیث نمبر 6﴾: جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ رضی اللہ عنہ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنِبَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ۔

(ترمذی شریف۔ ابواب۔ مناقب علی بن ابی طالب۔ جلد 2 ص 214)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی کو اس مسجد میں جنبی حالت میں رہنا حلال نہیں ہے۔

## بابِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب ابواب بند کر دیئے گئے

مسجد میں کسی کو دروازہ کھولنے کی اجازت نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دروازہ کھولنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

﴿حدیث نمبر 7﴾: جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ خُدْرِیْ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب۔ جلد 1 ص 516)

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر اسے بند کر دیا جائے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔

# کھڑے ہو کر پانی پینے کی رخصت

سرکار دو عالم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ کھڑے ہو کر اگر بھولے سے بھی پانی پی لیا جائے تو یاد آنے پر اس کی قے کر دی جائے۔ (مسلم شریف کتاب الاشربہ۔ جلد 2 ص 173) (مشکوۃ ص 370)

لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے آب زم زم کے کھڑے ہو کر پینے کی رخصت عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

﴿حدیث نمبر 8﴾: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَھُوَ قَائِمٌ (مسلم شریف۔ کتاب الاشربہ جلد 2 ص 174)

(مشکوۃ ص 370) (بخاری شریف جلد 2 ص 840)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آب زم زم کو کھڑے ہو کر پیا"۔ اسی طرح وضو سے بچا ہوا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 9﴾: جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کے بابُ الرَّحبہ میں لوگوں کی حاجات کے لئے بیٹھ گئے حتی کہ عصر کی نماز کا وقت آیا پھر ان کے پاس پانی لایا گیا تو انہوں نے پانی پیا اور منہ ہاتھ دھوئے سر اور پاؤں بھی دھوئے پھر کھڑے ہو گئے اور (وضو سے) بچا ہوا پانی پیا پھر کہا لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا (مطلقاً) مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے کیا جیسے میں نے کیا ہے یعنی وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

(بخاری شریف۔ کتاب الاشربہ جلد 2 ص 840۔ مشکوۃ شریف ص 370)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"چند پانیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ ایک آب زم زم دوسرے وضو کا بچا ہوا بعض پانی، تیسرے بزرگوں کا پس خوردہ پانی (یعنی بچا ہوا پانی)"

(مراۃ شرح مشکوۃ جلد 6، ص 82)

# حق مہر کا تقرر اور اختیارات مصطفیٰ ﷺ

شرعی طور پر حق مہر دس درہم ہے اس سے کم جائز نہیں مشہور حدیث پاک ہے لَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ۔ یعنی دس درہم سے کم حق مہر نہیں۔ لیکن باوجود اسکے رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کا حق مہر صرف ''قرآن کی تعلیم دینا'' مقرر فرمادیا یقیناً یہ آپکے عظیم اختیارات کا مظہر ہے۔

﴿حدیث نمبر 10﴾: جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آکر اس نے کہا ''اِنِّیْ وَهَبْتُ نَفْسِیْ لَکَ'' ترجمہ: میں نے اپنا آپ آپ کو ہبہ کیا (یعنی میں نے اپنا نکاح آپ سے کیا) یہ کہہ کر وہ کافی دیر کھڑی رہی لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو اس سے میرا نکاح کر دیجئے تو آپ نے فرمایا تیرے پاس حق مہر دینے کو کچھ ہے اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں سوائے اس تہبند کے سو آپ نے فرمایا کہ اگر تو اپنا تہبند اسے دے دے گا تو تو بے تہبند بیٹھا رہے گا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ جا کوئی چیز ڈھونڈ کر لے آ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ ڈھونڈنے گیا لیکن اسے کوئی چیز نہ ملی تو آپ نے اس سے فرمایا کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے اس نے کہا جی ہاں مجھے فلانی فلانی سورتیں یاد ہیں اور اس نے کئی سورتوں کے نام گنا دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''زَوَّجْتُکَهَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ'' میں نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا اس چیز کے بدلے جو تیرے پاس قرآن سے ہے یعنی تو اس کو قرآن کی تعلیم دے دیا کرنا۔ (ترمذی شریف۔ کتاب النکاح جلد 1 ص 211)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد شریف۔ کتاب النکاح۔ جلد 2 ص 294)

## بیع سلم اور اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

جو چیز موجود نہ ہو اس کی بیع (یعنی خریدنا) شرعاً منع اور ناجائز ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ اس بیع میں مبیع معدوم ہوتا ہے موجود نہیں ہوتا۔

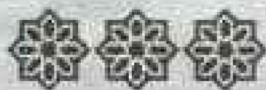
﴿حدیث نمبر 11﴾: جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو لوگ بیع سلم کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا جو شخص بیع سلم کرے وہ صرف معین وزن اور معین ماپ میں بیع کرے۔

(مسلم شریف۔ کتاب المساقاۃ والمزارعۃ جلد 2 ص 31)

**فائدہ:** بیع سلم وہ بیع ہے جس میں دام نقد اور سامان ادھار ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا گیارہ احادیث اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے بیان میں بغیر کسی وضاحت کے اظہر من الشمس ہیں۔



Authority of Hazrat Mohammad Salallaho Alaihi Wasallam

# ارشاد نبوی ﷺ ہے

"عَنِ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِيْكَتِهٖ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقْطَةُ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ يَّسْتَغْنِیَ عَنْهَا صَاحِبُهَا" (مشکوۃ شریف ص 29)

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ سنو! عنقریب ایک شکم سیر آدمی مسند پر بیٹھ کر کہے گا کہ "صرف اس قرآن پر عمل کرو۔ جو اس میں حلال ہے اس کو حلال قرار دو اور جو اس میں حرام ہے۔ اس کو حرام قرار دو"۔ جبکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو سنو! تمہارے لئے پالتو گدھے حلال نہیں ہیں اور نہ پھاڑنے والے درندے نہ ذمی (کافر) کی گری ہوئی چیز سوائے اس کے کہ اس کا مالک اس چیز سے مستغنی ہو۔

## نماز فجر و عصر کے بعد نماز پڑھنے سے ممانعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مطلقاً نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے کسی وقت نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے نماز فجر و عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرما دیا۔

﴿حدیث نمبر 1﴾: جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ خُدْرِی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَاصَلٰوۃَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ (مسلم شریف۔ کتاب فضائل القرآن جلد 1 ص 275)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کوئی نماز جائز نہیں اور نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز جائز نہیں۔

## عیدین کے ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت

عیدین کے ایام میں روزہ رکھنے کے متعلق قرآن پاک میں کوئی ممانعت بیان نہیں کی گئی باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کے ایام میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "حلال و حرام قرار دینے کا" مکمل اختیار حاصل ہے۔ نماز و روزہ عبادت تو ہے لیکن فجر و عصر کے بعد نماز پڑھنا اور عیدین کے روزوں میں یہی عبادت، عبادت نہیں رہتی بلکہ گناہ بن جاتی ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا گویا کہ اب کسی شخص کو ان ایام میں روزہ رکھنے اور اوقات مکروہ میں نماز پڑھنے کا کوئی اختیار باقی نہ رہا۔

﴿حدیث نمبر 2﴾: جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نَھٰی عَنْ صِیَامِ یَوْمَیْنِ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ۔ (مسلم شریف کتاب الصیام جلد 1 ص 361)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم اضحیٰ (یعنی عید قربان) اور یوم فطر (یعنی عید الفطر) کے دنوں میں روزوں سے منع فرمادیا۔

﴿حدیث نمبر 3﴾: حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔"

(مسلم شریف۔ کتاب الصیام۔ جلد ص 360)

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مزید نکاح کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ پس نکاح کرو تم جو پسند آئیں تمہیں (عورتوں میں سے) دو دو تین تین چار چار (النساء۔3) اللہ تعالیٰ نے بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

﴿حدیث نمبر 4﴾: وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب۔ جلد 1 ص 528)

ترجمہ: ''خدا کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس موقع پر اس عورت سے شادی کا اختیار نہ رہا۔''

# عورت کی سربراہی سے ممانعت

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حرام و حلال کے اختیارات عطا فرما کر بھیجا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی سربراہی سے مکمل طور پر ممانعت فرما دی۔

﴿حدیث نمبر 5﴾ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِى اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ اَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ فَارِسَ مَلَّكُوْا ابْنَةَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً۔ (بخاری شریف۔ کتاب الفتن جلد 2 ص 1052)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جنگ جمل کے زمانہ

میں ایک کلمہ کے سبب نفع پہنچایا (وہ کلمہ یہ ہے کہ) جس وقت نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا حاکم بنالیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے امور میں عورت کو حاکم بنالیا۔

## تین دن سے زیادہ سوگ کرنیکی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے خاوند کے علاوہ کسی اور میت پر تین دن تک سوگ منانے کی خود ہی اجازت دی اور تین دن کے بعد آپ نے خود ہی ممانعت فرمادی یہ آپ کے عظیم اختیارات میں سے ہے۔

﴿حدیث نمبر 6﴾: جیسا کہ امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجِہَا۔

(مسلم شریف۔ کتاب الطلاق۔ جلد 1 ص 488)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کیلئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔

## ظہور صلاحیت سے پہلے بیع کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ تمہیں جس چیز سے منع کردیں اس سے باز آجاؤ" کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام قرار دے دینا اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دے دینے کی مثل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ظہور صلاحیت سے پہلے پھل کی بیع کرنے سے منع فرمادیا۔

﴿حدیث نمبر 7﴾: جیسا کہ امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَبْتَاعُوا الثِّمَارَ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُہَا۔ (مسلم شریف۔ کتاب البیوع۔ جلد 2 ص 7)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہور صلاحیت سے پہلے پھلوں کو مت فروخت کرو۔

وضاحت: احناف کے نزدیک ظہور صلاحیت کا معنی یہ ہے کہ وہ پھل اتنی مقدار کے ہو جائیں کہ وہ اب قدرتی آفات سے محفوظ ہوں۔

# تہائی مال سے زیادہ میں وصیت کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مطلقاً وصیت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور مال وصیت کی مقدار کو بیان نہیں فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی مال تک وصیت جائز قرار دے دی۔ اس سے زائد مال میں وصیت کرنے سے منع فرما دیا۔ اور اب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تہائی مال سے زیادہ میں وصیت نافذ نہ ہوگی۔

﴿حدیث نمبر 8﴾: جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا میں نے کہا کہ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اپنا مال اپنی خواہش کے مطابق تقسیم کروں آپ نے انکار فرمایا میں نے کہا اچھا آدھے مال میں (وصیت کی) اجازت دے دیجئے آپ نے انکار فرمایا میں نے کہا تہائی مال میں؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ تہائی سن کر خاموش ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ بعد میں تہائی مال میں وصیت جائز ہو گئی۔ (مسلم شریف۔ کتاب الوصیۃ جلد 2 ص 40)

# مسجد میں گمشدہ چیز کے بارے میں اعلان کرنے کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں گمشدہ چیز کے بارے میں اعلان کرنے سے منع فرمایا۔

﴿حدیث 9﴾: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو شخص با آواز بلند کسی شخص کو مسجد میں اپنی گمشدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنے تو کہے "اللہ کرے تیری چیز نہ ملے" کیونکہ مساجد اس لئے نہیں بنائی گئیں۔

(مسلم شریف۔ کتاب المساجد جلد 1 ص 210)

## سونا اور ریشم کی ممانعت

﴿حدیث نمبر 10﴾: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے ریشم کے کپڑے پہننے سے رکوع اور سجود میں قرآن مجید پڑھنے سے اور زرد رنگ کا لباس پہننے سے منع فرمایا۔

(مسلم شریف کتاب اللباس والزینہ جلد 2 ص 193)

## تصاویر کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے تصاویر کے بارے میں قرآن پاک میں کوئی واضح حکم نہیں فرمایا لیکن رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے سبب اس کی حرمت معلوم ہوئی۔

﴿حدیث نمبر 11﴾: جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔ (بخاری شریف۔ کتاب اللباس۔ جلد 2 ص 880)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ سب سے شدید ترین عذاب تصویر بنانے والوں کو دے گا۔

وضاحت: اس حدیث پاک سے تصویر کی حرمت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف مجسمے نما تصاویر منع ہیں اور "غیر مجسم تصاویر" جائز ہیں حالانکہ حرمت۔ کے حکم میں ہر وہ جاندار تصویر میں داخل ہے جس پر عرف میں "تصویر" کا لفظ بولا جا سکے۔

جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ تَمَاثِیْلُ اَوْ تَصَاوِیْرُ۔ یعنی فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں مورتیاں (مجسمے) یا تصاویر ہوں۔

(مسلم شریف۔ کتاب اللباس جلد 2 ص 202)

تو معلوم ہوا کہ مجسمے کی طرح تصاویر بھی حرام ہیں۔ خواہ قلمیں ہوں یا عکسی۔ جیسا کہ شہنشاہ فقاہت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "جاندار شے کی تصویر کھینچنا مطلقاً

حرام ہے۔ سایہ دار ہو یا بے سایہ دستی ہو یا عکسی۔ (فارسی عبارت کا ترجمہ)

(فتاویٰ رضویہ شریف (قدیم) جلد 10 ص 71)

## سیاہ خضاب کی حرمت

رسول اللہ ﷺ نے بالوں کو سیاہ خضاب کے ساتھ رنگنے سے منع فرمایا ہے۔

﴿حدیث نمبر 12﴾: جیسا کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے "آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو کبوتر کے پوٹوں کی طرح سیاہ بالوں کے ساتھ اپنے بالوں کو رنگے گی وہ بروز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔

(ابوداؤد شریف۔ کتاب الترجل۔ جلد 2 ص 226)

## والدین کی اجازت کے بغیر جہاد سے ممانعت

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں فرمان عالیشان ہے۔" وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ"

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ (البقرۃ۔244)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی قید کے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ یہ حکم مطلقاً نہیں بلکہ اس حکم میں والدین کی رضامندی بھی شرط ہے۔ اور آپ نے والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کرنے سے منع فرمایا ہے تو گویا کہ جہاد کرنا اگرچہ عبادت ہے لیکن والدین کی اجازت کے بغیر عبادت نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے

﴿حدیث نمبر 13﴾: جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بَابُ لَا یُجَاھِدُ اِلَّا بِاِذْنِ الْاَبَوَیْنِ کے تحت روایت کرتے ہیں کہ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ اُجَاھِدُ قَالَ لَکَ اَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْھِمَا فَجَاھِدْ۔

(بخاری شریف۔ کتاب الاداب جلد 2 ص 883)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی "کیا میں جہاد کروں؟" حضور ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین (زندہ)

ہیں؟ عرض کی جی ہاں! فرمایا ان کی خدمت میں کوشش کرو (یہی تمہارا جہاد ہے)(ترجمہ۔ تفہیم البخاری)

استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''جہاد کے لئے جانے میں والدین کی اجازت حاصل کرنے میں اختلاف ہے۔ امام مالک امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ ہے کہ جب تک جہاد کی ضرورت اشد نہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ جائے اگر دشمن حملہ کردے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اس وقت سب پر واجب ہے اور والدین کی اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ ابن حزم نے کہا اگر کسی کے جہاد میں جانے سے والدین ضائع ہوتے ہوں تو بالاتفاق اس کا فرض ساقط ہو جاتا ہے ورنہ جمہور علماء (احناف) کہتے ہیں کہ والدین کی اجازت ضروری ہے۔ دادے دادیاں بھی اس پر قیاس کی جاتی ہیں اگر والدین کافر ہوں تو جہاد اگرچہ فرض عین نہ ہو ان کی اطاعت نہ کرے کیونکہ اس وقت ان کی اطاعت معصیت ہے۔ ''وَلَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہ'' اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا ''اپنے والدین میں جہاد کر'' سید عالم ﷺ کا اس شخص کو حکم کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ والدین کی رضامندی ضروری ہے لہٰذا ان کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ نکلے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی تعظیم کرنا بہت ضروری ہے اور ان کی رضامندی پر ثواب کا دارومدار ہے۔

(تفہیم البخاری۔ جلد 4 ص 558)

مزید لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جہاد فرض کفایہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے یہ ان کی اجازت پر موقوف ہے۔''

(تفہیم البخاری جلد 9 ص 205)

مذکورہ بالا تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک جہاد فرض عین نہ ہو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کرنا درست نہیں اور جہاد فرض عین اس وقت ہوتا ہے جب ملک پر کفار حملہ کردیں اور اس کے علاوہ میں ممانعت اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے سے ہی ہے۔

# گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں گدھے کے گوشت کے بارے میں واضح حکم نہیں فرمایا اور یہ تحریم بھی حضور ﷺ کے اختیارات کا نمونہ ہے۔

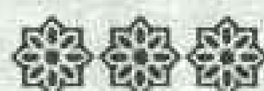
﴿حدیث نمبر 14﴾ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَةِ۔

(بخاری شریف۔ کتاب الذبائح والصید جلد 2 ص 830)

ترجمہ: حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بستی کے گدھوں کا گوشت حرام فرما دیا ہے۔

وضاحت: مذکورہ بالا چودہ احادیث مبارکہ جہاں اختیارات مصطفیٰ ﷺ کی وسعت کے لئے اظہر من الشمس ہیں وہیں پر منکرینِ حدیث کے لئے واضح رد بھی ہیں۔ کیونکہ مذکورہ بالا تمام چیزوں کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں بلکہ فرمان رسول ﷺ سے ہی ثابت ہے اور آپ ہی نے ان امور کی ممانعت فرمائی ہے۔



## ﴿خاتمہ﴾

تو یوں ہماری یہ کتاب بفضل اللہ تعالیٰ ﴿20﴾ قرآنی آیات اختیارات مصطفیٰ ﷺ کے ﴿56﴾ واقعات اور صحاح ستہ کی ﴿130﴾ احادیثِ صحیحہ و حوالہ جات سے مزین ہو کر اختتام پذیر ہوئی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ وہ تحریر مذکور کو میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ عوام اہلسنت کے عقائد کی پختگی کیلئے وسیلہ بنائے اور بالخصوص میرے نہایت ہی مشفق و مہربان والد صاحب اور والدہ محترمہ کے لئے ترقی درجات کا سبب بنائے کہ جن کی دعائیں دوران تحریر ہمہ تن میرے ساتھ رہیں

﴿وما توفیقی الا باللہ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

12 جمادی الثانی 1421ھ 11 ستمبر 2000ء، بروز پیر شریف بعد از صلوٰۃ المغرب